سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(جمعرات23، جمعتہ المبارک24، سوموار27، منگل28، بدھ،29۔جون2016)

(یوم الخمیس17، یوم الجمع18، یوم الاثنین21، یوم الثلاثہ22، یوم الاربعاء23۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد22(حصہ دوئم): شمارہ جات : 7تا11

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بائیسواں اجلاس

جمعرات،23۔جون2016

جلد 22:شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	------------	405
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	413
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	414
	تحاریک استحقاق		
4۔	نشان زدہ سوال نمبر 4923 کے غلط جواب کی فراہمی	------------	415

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار		
5۔	حکومت کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کا دیہی روڈز پروگرام کے تحت زیر تعمیر سڑکوں کی تکمیل کی رپورٹ دینا(۔۔۔جاری)	------------	417
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
6۔	مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری	------------	419
7۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	495
	قرارداد		
8۔	معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار اور ملزمان گرفتار کرنے کا مطالبہ	------------	496
	تعزیت		
9۔	نامور قوال امجد فرید صابری کی وفات پر دعائے مغفرت	------------	498
	جمعتہ المبارک،24۔جون2016		
	جلد 22:شمارہ 8		
10۔	ایجنڈا	------------	501
11۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	509
12۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	510
	تحاریک استحقاق		
13۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	------------	511
	تحاریک التوائے کار		
14۔	وحدت کالونی لاہور کو گرا کر کثیر المنزلہ فلیٹس بنانے کا انکشاف	------------	511
15۔	جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں متعدد ڈینز کی غیر قانونی تعیناتی	------------	513

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	دواساز کمپنیوں کا ادویات کی قیمتوں میں ازخود اضافہ ------------	514
17۔	سرکاری ہسپتالوں میں جعلی ادویات سپلائی ہونے کا انکشاف ------------	515
18۔	ضلع مظفر گڑھ کے کنٹریکٹ پیرامیڈیکل سٹاف کو مستقل کرنے کا مطالبہ ------------	516
19۔	میو ہسپتال لاہور کے آئی سی یو کے لئے خریدے گئے وینٹی لیٹرز میں گھپلوں کا انکشاف ------------	517
20۔	ٹی ایچ کیو ہسپتال کامونکی کو اپ گریڈ کرنے کی بجائے آن لائن کرنے سے مریضوں کی مشکلات میں اضافہ ------------	518
	سرکاری کارروائی	
21۔	مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری (۔۔۔جاری) ------------	519
	سوموار، 27۔جون 2016	
	جلد 22: شمارہ 9	
22۔	ایجنڈا ------------	559
23۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	561
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	562
	تحاریک استحقاق	
25۔	سیکرٹری لائیو سٹاک کا معزز ممبر اسمبلی سے بات کرنے سے گریزاں ------------	563
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
26۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016 ------------	565
	گوشوارہ (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
27۔	منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 17-2016 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا ------------	594

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	آرڈیننس (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
28-	آرڈیننس (ترمیم) سول کورٹس پنجاب 2016 ------------	594
	مسودہ ات قانون (جو پیش ہوئے)	
29-	مسودہ قانون بلڈ ٹرانسفیوژن سیفٹی پنجاب 2016 ------------	595
30-	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016 ------------	595
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
31-	مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016 ------------	596
	منگل، 28-جون 2016	
	جلد 22: شمارہ 10	
32-	ایجنڈا ------------	621
33-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	623
34-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	624
	تحاریک استحقاق	
35-	اے ایم ایس چلڈرن ہسپتال لاہور کا معزز ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ ------------	626
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
36-	مسودات قانون (ترمیم) امن عامہ کا قیام پنجاب 2016 اور دہشت گردی کے متاثرین شہری (ریلیف و بحالی پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	627
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
37-	تحاریک استحقاق برائے سال 14-2013 اور 16-2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	628

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
38۔	تحاریک استحقاق نمبر125 بابت سال2015اور نمبر4 بابت سال2016 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	629
39۔	مسودات قانون(دوسری ترمیم)اینیمل سلاٹر کنٹرول2016اور پنجاب پولٹری پروڈکشن2016کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	629
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
40۔	ضمنی بجٹ برائے سال16-2015پر عام بحث ------------	630
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
41۔	نشان زدہ سوالات نمبر3254، 3529، 3690، 4400، 6778اور 6950کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	640
42۔	نشان زدہ سوال نمبر3527کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات وتعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	642
	بحث	
43۔	ضمنی بجٹ برائے سال16-2015پر عام بحث(---جاری) ------------	643
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
44۔	تحاریک التوائے کار نمبر14/237، 15/278اور نشان زدہ سوالات نمبر16/2401، 16/4437کے بارے مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	676

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
45۔	نشان زدہ سوالات نمبر626، 6787، 7108، 7109، 7122اور7124 کے بارے مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	-----------	678
46۔	نشان زدہ سوال نمبر15/7051کے بارے مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	-----------	679
	بحث		
47۔	ضمنی بجٹ برائے سال16-2015پر عام بحث(۔۔۔جاری)	-----------	680
	بدھ،29۔جون2016		
	جلد 22:شمارہ 11		
48۔	ایجنڈا	-----------	713
49۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	-----------	719
50۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	720
	تحاریک استحقاق		
51۔	اے ایم ایس چلڈرن ہسپتال لاہور کا معزز ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ(۔۔۔جاری)	-----------	721
	تحاریک التوائے کار		
52۔	ڈی پی او کا تھانہ سٹی پولیس سرگودھا کی ملکیتی دکانوں کا300فیصد کرایہ بڑھانے سے تاجروں کو پریشانی کا سامنا	-----------	721
53۔	کنگن پور تا گنڈا سنگھ اور پاجیاں تا گوہڑ جاگیر ضلع قصور سڑکات کی غیر معیاری تعمیر	-----------	724
	تحاریک استحقاق(۔۔۔جاری)		
54۔	ایس ایچ او تھانہ کروڑ لعل عیسن اور متعلقہ ڈی ایس پی کا معزز ممبر اسمبلی کے گھر کی چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنا	-----------	725

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	خطاب		
55۔	ضمنی بجٹ برائے سال16-2015 پر وزیر خزانہ کا اختتامی خطاب	------------	729
	سرکاری کارروائی		
56۔	ضمنی بجٹ برائے سال16-2015 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری	------------	734
57۔	منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال16-2015 ایوان کی میز پر رکھا جانا	------------	773
	پوائنٹ آف آرڈر		
58۔	سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت متاثر ہونے والے ہزاروں پولیس ملازمین کو ریلیف دینے کا مطالبہ	------------	774
59۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	------------	776
60۔	انڈکس		

405

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 23۔جون 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 17-2016

مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 81 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 1تا9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 49 کروڑ 12 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 11تا50 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 92 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 51تا66 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 78 کروڑ 95 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹامپس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 67تا77 ملاحظہ فرمائیں۔

406

مطالبہ نمبر PC21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب،74کروڑ22لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات79تا102ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10کروڑ49لاکھ91ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات103تا116ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو13کروڑ37لاکھ11ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات117تا132ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو96کروڑ3لاکھ65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس ومحصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات133تا154ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو16۔ارب36کروڑ48لاکھ56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی وبحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات155 تا321ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو31۔ارب99کروڑ58لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات339تا890ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15۔ارب،15کروڑ41لاکھ51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلداول کے صفحات891تا954ملاحظہ فرمائیں۔

407

مطالبہ نمبر PC21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ارب 93 کروڑ 59 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 955 تا 998 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 88۔ارب 63 کروڑ 6 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 999 تا 1098 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15 کروڑ 90 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 1099 تا 1113 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 61۔ارب 27 کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد اول کے صفحات 1115 تا 1380 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 71۔ارب 6 کروڑ 98 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1 تا 397 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 12۔ارب 83 کروڑ 56 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 399 تا 450 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد " زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 451 تا 581 ملاحظہ فرمائیں۔

408

مطالبہ نمبر PC21019

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 59 کروڑ 93 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 583 تا 600 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21020

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 24 کروڑ 49 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 601 تا 730 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21021

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22 کروڑ 50 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 731 تا 755 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21022

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب 56 کروڑ 5 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 757 تا 817 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21023

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب 97 کروڑ 28 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 819 تا 935 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 10 کروڑ، 8 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 937 تا 985 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب 84 کروڑ 80 لاکھ 71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 2016-17 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر برائے سال 2016-17 جلد دوم کے صفحات 987 تا 1045 ملاحظہ فرمائیں۔

409

مطالبہ نمبر PC21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 33 کروڑ 61 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1047 تا 1063 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک۔ارب 55 کروڑ 79 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1065 تا 1078 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 28۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1085 تا 1090 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22 کروڑ 32 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1091 تا 1115 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 65۔ارب 45 کروڑ 30 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1117 تا 1123 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔کھرب 82۔ارب 27 کروڑ 72 لاکھ 96 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1125 تا 1283 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 89 لاکھ 79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال 17-2016 جلد دوم کے صفحات 1285 تا 1306 ملاحظہ فرمائیں۔

410

مطالبہ نمبر PC13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب24۔ارب49 کروڑ11لاکھ 60ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات1307تا 1328 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4کروڑایک لاکھ33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورزاور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات1329تا1340 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات1341تا1345 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC13050	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات1369تا1373 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔کھرب88۔ارب49کروڑ80لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر(ترقیات) برائے سال17-2016جلداول کے صفحات1تا1127ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو45۔ارب52کروڑ80لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017 کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلات مطالبات زر(ترقیات) برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات1تا63ملاحظہ فرمائیں۔

411

مطالبہ نمبر PC12038

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو56کروڑ53لاکھ95ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی و تحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر(ترقیات) برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات65تا69ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC12040

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسےاخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر(ترقیات) برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات 71 تا73ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC12041

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو78۔ارب98کروڑ92لاکھ67ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر(ترقیات) برائے سال17-2016 جلددوم کے صفحات75تا321 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC12042

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو35۔ارب91کروڑ92لاکھ،45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر(ترقیات) برائے سال17-2016 جلددوم کے صفحات323تا 684ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC12043

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15۔ارب52کروڑ95لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختاراداره جات وغیره"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلات مطالبات زر(ترقیات) برائے سال17-2016جلددوم کے صفحات685تا696ملاحظہ فرمائیں۔

413

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعرات،23-جون2016

(یوم الخمیس،17-رمضان المبارک1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾
یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ۚ﴿۳﴾ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ ۫﴿ۖ۴﴾
وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحُطَمَۃُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِیۡ
تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ ۙ﴿۸﴾ فِیۡ
عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ٪﴿۹﴾

سورۃ الھُمَزۃ آیات 1 تا 9

ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے(1) جو مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے(2) (اور) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا(3) ہر گز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا(4) اور تم کیا سمجھے حطمہ کیا ہے؟(5) وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے(6) جو دلوں پر جا لپٹے گی(7) (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے(8) (یعنی آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں(9)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تاجدار حرم ہو نگاہ لرم
ہم غریبوں کے دن بھی سنور جاییں کے

حامی بے لساں کیا لہے گا جہاں ہم
آپ کے در سے خالی الر جاییں کے

لوئی اپنا ہیں غم کے مارے ہیں ہم
آپ کے در پر فریاد لائے ہیں ہم

ہو نگاہ لرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم
آپ کا نام لے لے کے مر جاییں کے

مے لستو آؤ آؤ مدینے چلیں
بسم ساقی لوثر سے پینے چلیں

یاد رلھو الر اٹھ سی اِک نظر
جتنے خالی ہیں سب جام بھر جاییں کے

خوف طوفان ہے بجلیوں کا ہے ڈر
سخت مشکل ہے آقا لدھر جاییں ہم

آپ ہی الر نا لیں کے ہماری خبر
ہم مصیبت کے مارے لدھر جاییں کے

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 20 سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 21 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جناب امجد صابری کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں نے مذمتی قرارداد بھی جمع کرائی ہوئی ہے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دعا مغفرت تو کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں، مناسب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ تیسری تحریک استحقاق نمبر 22 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24 جناب عبدالمجید خان نیازی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 25 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی ہے اسے تو پہلے ہی pending کیا ہوا ہے جب وہ آئیں گے تب اسے take up کریں گے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 26 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ جی، امجد علی جاوید!

نشان زدہ سوال نمبر 4923 کے غلط جواب کی فراہمی

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 18-فروری 2016 کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے ایجنڈے پر محکمہ محنت و انسانی وسائل سے متعلقہ سوالات تھے جس میں وقفہ سوالات کے دوران میرے نشان زدہ سوال نمبر 4923 کے جواب میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رجسٹرڈ کارکنان کی تعداد کے حوالے سے محکمہ کی طرف سے ایوان میں غلط جواب فراہم کیا گیا تھا جس پر زیر دستخطی نے محکمہ کی طرف سے جواب غلط دیئے جانے کی نشاندہی کی اور reference کے طور پر محکمہ کی طرف سے گزشتہ چند مہینوں میں محکمہ کے ایک ذمہ دار افسر کی طرف

سے کسی اور فورم پر رجسٹرڈ کارکنان کی بتائی گئی تعداد جو کہ ایوان میں بتائی گئی تعداد سے تقریباً دُگنا ہے quote کی اس کے باوجود محکمہ اپنی دی گئی معلومات کی حقانیت پر بضد رہا جس پر میں نے محکمہ سے on the floor of the House اس بات کی assurance چاہی کہ اگر محکمے کا جواب محکمے کے اپنے ریکارڈ سے غلط ثابت کر دوں تو غلط جواب دے کر اس معزز ایوان کی توہین کے مرتکب ذمہ داران کو اس کے consequences کا سامنا کرنا پڑے گا، جو دے دی گئی۔

جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک استحقاق کے ساتھ محکمہ کی طرف سے ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے رجسٹرڈ کارکنان کی تعداد کے حوالے سے ڈائریکٹر ایجوکیشن پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ لاہور کو لکھے گئے خط کی ایک نقل منسلک کر رہا ہوں جس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رجسٹرڈ کارکنان کی تعداد 8570 بتائی گئی ہے جبکہ محکمہ نے ایوان میں سوال کے دیئے گئے جواب میں رجسٹرڈ کارکنان کی تعداد 4011 بتائی ہے جس سے محکمہ کا ایوان میں غلط جواب دینا ثابت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ کے افسران بالا نے ایوان کو غلط معلومات فراہم کر کے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں اور وہ اس سارے معاملے کو دیکھ لے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ دو مہینے میں پیش کی جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 28 جناب جمیل حسن خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج اسمبلی میں پارلیمانی کیلنڈر پیش کر دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹیرین کا یہ بڑا پرانا مطالبہ تھا کہ ہمیں پورے سال کا کیلنڈر دے دیا جائے کہ کن دنوں میں اسمبلی کا اجلاس ہو گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کو کیلنڈر مل گیا ہے تو اس کو پڑھ لیں اور مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر1073/15 سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا جواب وزیر زراعت نے دینا ہے جو کہ تشریف رکھتے ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر1121/15 میاں محمود الرشید کی ہے۔ یہ وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب تنویر اسلم ملک سے متعلقہ ہے۔

حکومت کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کا دیہی روڈز پروگرام کے تحت زیر تعمیر سڑکوں کو تکمیل کی رپورٹ دینا

(۔۔۔جاری)

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب دیہی روڈز پروگرام فیز-I کے تحت پنجاب بھر کے 36 اضلاع میں 2022 کلو میٹر لمبی 251 سڑکوں پر اپریل 2015 میں بیک وقت کام شروع کیا گیا تھا۔ ان سڑکوں پر تقریباً 89 فیصد کام ستمبر 2015 تک مکمل کر لیا گیا تھا جبکہ بقایا گیارہ فیصد سڑکوں پر موقع کی مناسبت سے Road Research and Bridge Directorate کی سفارش پر ان سڑکوں کو بہتر کرنے کے لئے scope میں معمولی تبدیلیاں کی گئیں اور تمام کام 30۔ نومبر 2015 تک مکمل کر لیا گیا ماسوائے دو سڑکوں کے جن میں جلال پور روڈ تا دریائے چناب براستہ خیر پور ضلع ملتان جہاں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے سیوریج کا کام شروع کر دیا۔ اس سڑک کی کل لمبائی 16.12 کلو میٹر ہے جس میں سے 13.43 کلو میٹر لمبائی 30۔ ستمبر تک مکمل کر لی گئی اور باقی 2.69 کلو میٹر لمبائی کے کام کو محکمہ پبلک ہیلتھ کے کام کی وجہ سے روک دیا گیا تا کہ سیوریج کا کام مکمل ہونے کے بعد اس سڑک کو تعمیر کیا جائے چونکہ بصورت دیگر اگر سڑک پہلے مکمل کر لی جاتی تو پھر سیوریج کا کام کرنے کے لئے اسے دوبارہ اکھاڑ دیا جاتا جس سے حکومتی خزانے کو نقصان کا اندیشہ تھا۔ محکمہ پبلک ہیلتھ نے مورخہ 10۔ مئی 2016 کو اپنا کام

مکمل کر لیا ہے۔ محکمہ شاہرات نے سڑک کے اس حصے کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے جو کہ اس ماہ مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! دوسری سڑک کشادگی روڈ شیر شاہ بائی پاس والوٹ موڑ ریلوے لائن براستہ پرانا شیر شاہ ضلع ملتان کی لمبائی سات کلو میٹر ہے جو کہ 2015 میں دریائے چناب کے سیلاب میں تین جگہ سے پانی میں ڈوب گئی تھی اس کی تکمیل میں بیس دن کی تاخیر ہوئی۔ یہ سڑک بھی 20۔ دسمبر 2015 کو مکمل کر لی گئی تھی۔ علاوہ ازیں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ خادم اعلیٰ پنجاب دیہی پروگرام کے دوسرے مرحلے میں 154 سڑکوں کی تعمیر بھی آخری مراحل میں ہے۔ ان کی کل لمبائی 1565 کلو میٹر ہے۔ کل لمبائی میں سے 1541 کلو میٹر طویل سڑکات مکمل ہو چکی ہیں۔ ضلع ڈیرہ غازی خان کی ایک سڑک جس کی لمبائی 24 کلو میٹر ہے اس کی منظوری خادم اعلیٰ پنجاب نے علیحدہ سے دی جس پر کام کا آغاز اپریل 2016 میں ہوا۔ سڑک مذکورہ کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے اور انشاء اللہ اگست 2016 میں تعمیر سڑک مکمل ہو جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: چونکہ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 35/16 ہے۔ یہ بھی محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلقہ ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری ایک بڑی انتہائی ضروری تحریک التوائے کار نمبر 449 ہے۔ مجھے اس کو پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس کو پھر دیکھیں گے اس وقت نہیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 17-2016 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 17-2016 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ سال 17-2016 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 43 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 43 مطالبات زر میں سے چھ مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے کٹوتی کی تحاریک پیش کی جائیں گی۔

1۔ مطالبہ زر نمبر PC-21018 زراعت

2۔ مطالبہ زر نمبر PC-21016 خدمات صحت

3۔ مطالبہ زر نمبر PC-22036 ترقیات

4۔ مطالبہ زر نمبر PC-21013 پولیس

5۔ مطالبہ زر نمبر PC-21015 تعلیم

6۔ مطالبہ زر نمبر PC-21023 متفرق محکمہ جات

کٹوتی کی تحریک کے ذریعے مطالبہ زر پر کارروائی آج شروع ہو کر کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 24۔جون 2016 صبح 00-11 بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔

اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ وہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21018

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 7- ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-21018 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن موکل، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد ناصر چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید، میاں خرم جہانگیر وٹو، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید علی اکبر محمود، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، خواجہ محمد نظام المحمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

SARDAR SHAHAB-UD-DIN KHAN: Mr Speaker! I move:

"That the total Rs. 7, 86, 87, 89,000 on account of Demand No PC-21018 Agriculture be reduced rupee one."

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"7۔ ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR AGRICULTURE (Dr. Farrukh Javed): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بجٹ 17-2016 میں حکومت 7۔ ارب 86 کروڑ 87 لاکھ 89 ہزار روپے کی approval لینا چاہتی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ سابقہ بجٹ 16-2015 میں جو رقم محکمہ زراعت نے مختص کی تھی اُس میں utilization of funds تقریباً 64 فیصد ہے یعنی 36 فیصد فنڈ utilize نہیں ہو سکے۔ محکمہ زراعت ہمارے صوبے کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے اور اس میں اتنے اخراجات رکھ دیئے جاتے ہیں جو اس محکمے سے خرچ نہیں ہوتے۔ اس کو میں کیا کہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے یا بیوروکریسی کی نااہلی ہے کہ اتنے بڑے بڑے seed farm بنا دیئے جاتے ہیں مثال کے طور پر میرے ضلع لیّہ میں کروڑ لعل عیسن سیڈ فارم 769 ایکڑ رقبے پر ہے۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اُس 769 ایکڑ سیڈ فارم پر 249 ملازمین ہیں جو تنخواہیں لے رہے ہیں۔ اُسی سیڈ فارم کے بالکل ساتھ ہی میرا رقبہ موجود ہے وزیر زراعت تشریف فرما ہیں میں ان کو دعوت دوں گا کہ مہربانی کر کے ضلع لیّہ میں تشریف لائیں اور کروڑ لعل عیسن سیڈ فارم کو check کریں۔ میں اُس سیڈ فارم کے بالکل ساتھ شوگر کین کی فی ایکڑ پیداوار 1000 سے 1100 من لے رہا ہوں اور ان کا سیڈ فارم جو خود کاشت کرتا ہے وہ 400 سے 500 من فی ایکڑ پیداوار نہیں دے سکتا۔ اس طرح سے بے دریغ خرچہ اور ایک چھوٹے سے ضلع میں اتنی بڑی رقم کا زیاں نہیں ہے تو کیا ہے؟ اسی طرح ان کے فیلڈ اسسٹنٹ اور ای ڈی او، زراعت سے لے کر نیچے تک کسی ملازم کی کوئی ڈیوٹی نہیں ہے۔ وہ غریب کاشتکاروں کے پاس جاتے ہیں اور نہ اُن کو کچھ بتاتے ہیں۔ ان سے تو پرائیویٹ سیکٹر بہتر ہے جیسے لیّہ شوگر ملز ہے یا اور انڈسٹریز ہیں وہ کاشتکار کو ان سے بہتر معلومات فراہم کر رہی ہیں۔ میں دوبارہ بڑے افسوس سے کہوں گا کہ یہ 7۔ ارب سے زائد رقم کا انہوں نے جو مطالبہ کیا ہے میرے مطابق یہ پیسے کا زیاں ہے۔ محکمہ زراعت اور سیکرٹری زراعت کو دوبارہ revisit کرنا ہوگا کہ ہم غریب کاشتکاروں کا پیسا بیوروکریسی بے دریغ خرچ کرے اور اُس کا output بھی کچھ نہ ہو تو اُس میں ان کو اتنی رقم کیوں دی جائے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ راحیلہ انور!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں زراعت پر کیا بات کروں کیونکہ پورا ایوان اس پر بات کرتا بھی آیا ہے اور کرے گا بھی۔ اس وقت سب سے زیادہ خسارے میں ایگریکلچر سیکٹر ہے۔ بات یہ ہے کہ پچھلے بجٹ میں انہوں نے اعلان کیا تھا کہ 10۔ارب روپے محکمہ زراعت کے لئے رکھے گئے ہیں اور 10۔ارب روپے وفاقی حکومت دے گی جو کہ کبھی releaseہی نہیں ہوئے۔ پتا نہیں کیا بات ہے کہ ہم کاشتکاروں کو اتنی اہمیت ہی نہیں دی جاتی اور ہمیں کچھ سمجھا ہی نہیں جاتا حالانکہ کاشتکار اس ملک کی معیشت میں ہمیشہ سے سب سے زیادہ role play کرتا آیا ہے کیونکہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ حکومت نے اس بجٹ میں کسان packageکا اعلان کیا تو اُس میں بھی یہ کہا گیا کہ 100۔ارب روپے کاpackageہے۔

جناب سپیکر! میں نے کل بھی اس پر بات کی کہ یہ 50۔ارب روپے کی بات کریں کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ 50۔ارب روپے اگلے سال release ہوں گے تو میرا نہیں خیال کہ 50۔ارب روپے کا packageاتنا sufficient ہے کہ ہمارے problems حل ہو سکیں۔ انہوں نے بجلی پر subsidyدی مجھے نہیں پتا کہ یہ تجاویز کون دیتا ہے اور کس طرح سے یہ تجاویز دی جاتی ہیں؟ بہت اچھی بات ہے کہ بجلی پر subsidyدی گئی لیکن پہلے سے جو problem ہے وہ solveکیا جائے کہ ایک غریب کاشتکار جس کی 8ایکڑ10 ایکڑ یا 12 ایکڑ زمین ہے اُس تک بجلی کیسے پہنچے گی؟ یا تو انہیں یہ initiativeدیا جاتا کہ یہ فی کاشتکار اتنے polls allowکرتے کیونکہ کسی زمانے میں یہ تھا کہ ڈیرہ جات کو بجلی دی جاتی تھی اب اُس پر پابندی لگ چکی ہے۔ ابھی ڈیرہ جات پر بجلی نہیں دی جاتی اور 12ایکڑ سے اوپر کا کاشتکار تو شاید برداشت کر سکتا ہو گا کہ وہ pollsلگوا سکتا ہو گا حالانکہ اُس کے لئے بھی یہ possibleنہیں ہے تو ایک چھوٹا کاشتکار اپنی pocket سے کیسے polls لگوائے گا اور کیسے بجلی لے کر جائے گا؟ اُس subsidyکا کیا فائدہ کہ جس سے کوئی فائدہ ہی نہیں اُٹھا سکتا؟ یا تو چھوٹے کاشتکار کو فائدہ دیا جاتا ہے کہ تم اتنے pollsلگا لو تو یہاں پر میری humble requestیہ ہے کہ جب یہ subsidiesدی جاتی ہیں تو اُس کو جڑ سے پکڑا جائے تاکہ کاشتکار کو واقعی کوئی فائدہ ہو۔

جناب سپیکر! بارانی علاقوں میں 12ایکڑ تک کے کاشتکار کو 30/70 sprinkle system کی ratioسے لگا کر دیا جا رہا ہے۔ آج یہ حالات ہیں کہ جو غریب کاشتکار اپنے گھر کے لئے گندم پوری نہیں کر سکتا تو وہ 70فیصد کہاں سے دے گا تو میں یہاں بھی ایک بات کروں گی کہ جب حکومت اس طرح کے

proposals بناتی ہے تو kindly یہ تو دیکھے کہ on ground realities کیا ہیں؟ اس سے بہتر یہ نہیں تھا کہ یہ اُن کو 30/70 کی ratio دیتی کہ 70 فیصد حکومت برداشت کرے گی اور 30 فیصد کاشتکار برداشت کرے گا بلکہ اُس سے بہتر تھا کہ حکومت installment پر کاشتکاروں کو دیتی پھر بھی شاید وہ اس سے فائدہ اُٹھالیتے۔ میں اُس area سے belong کرتی ہوں تو بڑے کاشتکار اس سے ضرور فائدہ اُٹھا سکتے ہیں لیکن وہ بھی بڑی مشکل سے اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں کیونکہ میں بھی اُن کاشتکاروں میں شامل ہوں اور میں نے بھی یہ سسٹم لگوایا ہوا ہے لیکن چھوٹے کاشتکار اس سے فائدہ نہیں اُٹھا رہے اور اصل تو اُن کو فائدہ دینا ہے کہ اس وقت جن کی کمر ٹوٹی ہوئی ہے تو ان کے لئے sprinkle یا drip system ناکارہ ہے کیونکہ وہ 30 فیصد نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر! میری humble request یہ بھی ہے کہ براہ مہربانی ان کو اتنا ضرور accommodate کریں اور ان کے لئے اقساط کر دیں تاکہ وہ کم از کم اس سکیم سے فائدہ اٹھا سکیں۔ وہاں ویسے بھی پانی کی کمی ہے۔ میں تو ہمیشہ ایوان میں یہی بات کرتی ہوں کہ میرا علاقہ اس وقت پانی کے بحران سے دوچار ہے۔ یہ بحران ہر جگہ ہے لیکن ہم لوگوں کی طرف شدید بحران ہے تو اس بحران کا حل کسی نہ کسی صورت حکومتوں نے ہی نکالنا ہے اس کے لئے میری تجویز کو لازماً دیکھا جائے۔

جناب سپیکر! ٹیوب ویلز بجلی، ڈیزل اور پٹرول پر چلتے ہیں۔ ان کی قیمتیں آسمان پر جا رہی ہیں۔ کسان بے چارہ تو ہر حال ہی میں پس رہا ہے۔ وہ کہاں سے تیل لائے اور ٹیوب ویلز چلیں اور بجلی سے کیسے چلیں؟ یہ ٹھیک ہے کہ بجلی کی قیمت میں سبسڈی دے دی گئی لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس سبسڈی کا چھوٹے کاشتکار کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر اس کے پاس بجلی نہیں تو بجلی کا متبادل تیل ہے اور اس کی قیمتیں بھی آپ دیکھ لیں۔ انہوں نے کس طرح کہا ہے کہ ہم کاشتکاروں کو بڑا accommodate کر رہے ہیں اور ان کے لئے بہت کچھ کر رہے ہیں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ کاشتکاروں کے لئے کچھ نہیں ہو رہا بلکہ ان کو کھڈے لائن لگایا جا رہا ہے۔ ہم تو کھڈے لائن لگ چکے ہیں کسر تو کوئی نہیں رہ گئی اگر ہے تو بتا دیں۔

جناب سپیکر! ہم سبزیاں درآمد کر رہے ہیں تو کیوں کر رہے ہیں؟ مجھے اس کی وجہ سمجھ نہیں آتی یہ کیسی پالیسی ہے؟ بجائے اس کے کہ ہمیں initiative دیا جائے کہ ہم سبزیاں زیادہ اگائیں اور اپنے ملک میں سبزیاں دیں۔ ہماری سبزیاں تو رُل رہی ہیں۔ آپ آلو کی فصل دیکھیں کہ آج کوئی آلو لینے کو کوئی تیار نہیں ہے۔ آلو گل سڑ جاتا ہے اور پھر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ کس طرح کی پالیسیاں ہیں جو بن

رہی ہیں اور کیوں سبزیاں درآمد ہو رہی ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بجائے برآمد کرنے کے ہم سبزیاں درآمد کر رہے ہیں جو ہمارے پاس وافر ہیں۔ ان پالیسیوں پر ان کو نظر ثانی کرنی پڑے گی۔

جناب سپیکر! چاول کی فصل دیکھیں۔ میں خود ان میں شامل ہوں، ہم لوگ رُل گئے ہیں ہمارا چاول کسی نے نہیں لیا اور جس قیمت پر لیا ہے وہ پورے ایوان کو پتا ہے کہ ہمارے چاول کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ یہ کیسی پالیسیاں ہیں؟ کیوں کسی کاشتکار کو، کسی زمیندار کو اور کسی ایسے بندے کو بیچ میں بٹھایا نہیں جاتا جو on ground ان کو بتائے کہ اس وقت کاشتکاروں کے کیا حالات ہیں۔ اس طرح ہوائی باتیں کر دینا اور اس طرح کہہ دینا کہ ہم نے سبسڈی دی ہے۔ ہاں یہ ضرور کہیں کہ فیکٹریاں ایسے چلتی ہیں جو کہ اب ساری بند ہو رہی ہیں کیونکہ ان کا اپنا جو ذریعہ معاش ہے اس پر یہ بات کریں گے تو بہت اچھی کر لیں گے شاید یہ بیٹھ کر تجاویز بھی دے دیں گے لیکن زمینداروں کے لئے یہ کیسے تجاویز دیں گے کیونکہ یہ خود زمیندار نہیں ہیں اس لئے کم از کم اگر حکومت کو خود پتا نہیں تو حکومت میں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران میں 70 فیصد زمیندار ہیں تو کسی کو تو بٹھا لیا جائے جو ان کو on ground reality تو بتائے کہ زمینداروں کے حالات انہوں نے کیا بنائے ہوئے ہیں اس لئے میں بار بار request کر رہی ہوں کہ on ground realities کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔ یہاں کہا گیا کہ ٹریکٹر قرعہ اندازی میں ملیں گے لیکن پھر وہی بات آ گئی کہ ٹریکٹر ملے گا۔ ٹریکٹر ہو سکتا ہے کہ 100۔ ایکڑ والے کو مل جائے، ہو سکتا ہے کسی کو بھی مل جائے جو آئے گا پیسے دے گا وہ ٹریکٹر لے جائے گا تو پھر چھوٹا کاشتکار کدھر گیا اور کہاں گیا چھوٹا زمیندار، ان کے لئے اس بجٹ میں کیا رکھا گیا ہے؟ ان کے لئے تو کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ بڑا زمیندار ویسے رو رہا ہے کیونکہ بجلی مہنگی، تیل مہنگا اور کھاد بھی مہنگی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بھی زمیندار ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! I know لیکن محکمے والے تو زمیندار نہیں ہیں۔ انہوں نے ابھی جو کھاد پر سبسڈی دی ہے تو مجھے صرف یہ بتا دیں اور آپ کے توسط سے میرا اس پورے ایوان سے سوال ہے کہ یہ جو سبسڈی دی جاتی ہے کیا یہ ہم تک پہنچتی ہے؟ یہ کھاد تو بلیک میں فروخت ہو گی۔ یہاں میکانزم یہ ہونا چاہئے کہ اس کا چیک اینڈ بیلنس ہو جو کبھی بھی نہیں ہوا جب بھی سبسڈی دی گئی تو چیزیں بلیک میں فروخت ہوئیں۔ حکومت نے کبھی یہ گوارا نہیں کیا کہ بعد میں چیک اینڈ بیلنس ہو۔ اس کے لئے کوئی ایسا طریق کار ہونا چاہئے کہ زمیندار کو جو سہولت دی گئی ہے وہ ان تک پہنچے۔ آج تک ایسے ہی ہوا کہ جب بھی سبسڈی دی گئی چیزیں بلیک میں فروخت ہونا شروع ہو گئیں۔ ہم کھاد پہلے ہی

مہنگی لے رہے ہیں، اس پر بھی آپ دیکھیں گے کہ ہمیں بلیک میں خریدنی پڑے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ کھاد وقت پر نہیں ملتی۔ ہم بلیک میں لے کر ڈال لیتے ہیں اس لئے ڈالتے ہیں کہ ہماری فصل کو اس کھاد کی وقت پر ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہم وقت پر فصل نہیں لگائیں گے تو بھی اور اگر ہم بلیک میں کھاد لے کر ڈالیں گے تو بھی effected کون ہے؟ ہم زمیندار ہیں اس لئے میری یہ بڑی humble submission ہے کہ ہم زمینداروں اور کاشتکاروں کو حقیقت کی نظر سے دیکھیں اور نگاہ کرم کریں۔ آپ انڈیا کے پنجاب کو دیکھیں کہ red basket بنا ہوا ہے اور ہمارے پنجاب کے یہ حالات ہیں کہ ہر بندہ کھڑا ہو کر رو رہا ہے۔ میرے سمیت ہر بندہ رو رہا ہے۔ یہاں جو گنّا لگا رہا ہے وہ بھی رو رہا ہے اور جو گندم لگا رہا ہے وہ بھی رو رہا ہے۔ یہ کس طرح کی زراعت ہے؟ یہ زراعت وہ ہے جس کی مثالیں دنیا میں دی جاتی تھیں، یہ وہی زراعت ہے کہ پاکستان پورے جہان کے لئے ایک مثال تھا کہ یہ ایک زرعی ملک ہے اور یہاں پر کون سی چیز تھی جو پیدا نہیں ہوتی تھی۔ آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہم زمیندار روتے پھر رہے ہیں اور منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو باہر نکال رہے ہیں اور ہم اپنے بچوں کو زمینداری سے ہٹا رہے ہیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ فاقے ان کے منتظر ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اتنا کہوں گی کہ انہوں نے جتنی رقم کے پاس کرنے کا کہا ہے تو میرا خیال نہیں کہ اس کو پاس کیا جائے۔ یہ پہلے تو ایسی کوئی solid suggestions لائیں اور solid کام کریں تو پھر میں بھی کہوں گی کہ ان کو یہ رقم دی جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو آپ کو 7۔ ارب 86 کروڑ دیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ایک روپیہ کر دو۔ آپ اس سے کیا کریں گے؟ مجھے بتائیں۔ جی، جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ محکمہ زراعت کی کارکردگی کی بناء پر اس کو ختم کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات تو کوئی بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پیسا جو یہ مانگ رہے ہیں۔ یہ بھی کسی پُل پر لگا دیں جہاں سریا بکے، کسی میٹرو بس یا اورنج لائن ٹرین پر لگا دیں یا ہمارے شاہی خاندان کے بزنس میں کہیں لگا دیں تاکہ ان کو فائدہ ہو کیونکہ اس پیسے اور محکمہ سے پنجاب کے عوام کو قطعی کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ محکمہ ہمارے لوگوں اور زمینداروں کے لئے عذاب بنا ہوا ہے۔ آپ نے پچھلے دنوں دیکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے باہر زمیندار آئے ہوئے تھے۔ وہ بے چارے کس طرح رو رہے تھے اور پیٹ رہے تھے۔ ان کے ساتھ کیا

زیادتی ہو رہی تھی کیا آپ نے اس کو کبھی دیکھا ہے؟ محکمہ زراعت جیسا نکما محکمہ پورے پاکستان میں شاید اور کوئی نہ ہو۔ یہ بجائے سہولیات دینے کے زراعت پیشہ لوگوں کے لئے مسائل پیدا کرتا ہے اور ان کے لئے رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ یہ محکمہ ان کے اپنے لوگوں کے لئے کمائی کا ذریعہ بنا ہوا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ 7۔ارب روپیہ جو ہم انہیں دے رہے ہیں وہ دینے کے بجائے ان سے لینا چاہئے جو ground کے حالات ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تو وہ بھی نہیں لیتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان سے لینا چاہئے۔ یہ تو پیسے کماتے ہیں۔ آپ باردانہ کو دیکھ لیں اس میں کیا ہوا ہے؟ آپ نے جو ملازمین رکھے ہوئے ہیں انہوں نے کسانوں کی زندگی عذاب بنائی ہوئی ہے۔ آپ کیا اس ایوان میں کبھی کوئی ایسی قرارداد لائے ہیں جس میں کسانوں اور زراعت پیشہ لوگوں کو ریلیف ملے۔ آپ کے انڈیا سے بہت اچھے تعلقات ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ محکمہ ہی بند کر دیں اور انڈیا سے ہر چیز import کرنا شروع کر دیں کیونکہ ان کی زراعت بہت اچھی ہے۔ آپ نے اپنے ملک کی زراعت خود خراب اور خود تباہ کر دی ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان لوگوں پر 7۔ارب روپے ضائع نہ کریں اور یہ کسی میٹرو بس، اورنج لائن ٹرین یا کسی کارخانے پر لگا دیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل!

سردار وقاص حسن مؤکل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات محکمہ ایگریکلچر نے جو پیسے مانگے ہیں اس سے شروع کروں گا تو ایک عام کاروباری نقطہ نظر سے دیکھا جائے کہ اگر اتنے پیسے دو گے تو آپ کو اس بدلے میں کیا ملے گا؟ تو میں یہ سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ 7۔ارب روپے لگا کر اگلے سال زراعت میں کیا گل کھلیں گے؟ جیسا کہ پچھلے سال میں بھی کھلے ہیں۔ میرے خیال میں محکمہ ایگریکلچر کے 200 یا 2000 جتنے بھی افسران یا ملازم ہیں ان کے علاوہ پورا پنجاب اس بات پر اتفاق کرتا ہے کہ زراعت کا محکمہ پچھلے سال میں ذلیل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! کیا ہو گیا ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! کسان ذلیل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کے الفاظ سمجھ نہیں آئے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کی اس نکتہ پر ہی sense لے لیں کہ یہاں پر تمام معزز ایم پی ایز بیٹھے ہیں کیا یہ میری بات سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں ؟ گندم، چاول، آلو، مکئی، گنّا اور ہر جنس کا لگانے والا کسان پچھلا پورا ایک سال در در کی ٹھوکریں کھاتا رہا ہے اور اب ہم ان کو 7۔ارب روپے کا ایک اور نیا جام دکھانے جا رہے ہیں، کیا دکھانے جا رہے ہیں؟ میں تھوڑی سی آپ کے سامنے گزارش گوش گزار کروں گا یہ وائٹ پیپر بجٹ پر ہے۔

> Production Centre, Agriculture. Agriculture is the mainstream of our economy although Punjab economy has witnessed of considerable diversification.

over the years however agriculture پتا نہیں کہاں پر ہے ؟

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ زیادہ لاہور میں رہتے ہیں یا گھر بھی جاتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! فنڈ تے ہیگے نہیں جاکے لوکاں دیاں منتاں ای کرنیاں نیں ایتھے ای رہنے آں۔ میں مختصراً یہ کہوں گا کہ اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ 43.5 فیصد آبادی کو زراعت روزگار مہیا کرتا ہے، جس میں 61 فیصد دیہاتی لوگ ہیں یہ اتنا بڑا سیکٹر ہے۔ اس میں وزیر اعلیٰ کا وژن بھی آیا ہے لیکن جو سب سے کمال بات ہے وہ میں پڑھ کر سناؤں گا کہ 2015-16 میں 10۔ارب روپے 16 ongoing and 17 new development schemes کے لئے رکھے گئے ہیں میں اس کی اردو میں تشریح کر رہا ہوں کہ total outlay میں سے 2.5 billion have been diverted to Orange Line Train زراعت اور اورنج لائن ٹرین کی بات کیوں نہ کی جائے؟ اگر بات ہوتی ہے تو آگے سے تبصرہ شروع ہو جاتا ہے، خود لکھا اور مانا جا رہا ہے کہ پنجاب کی 43 فیصد غریب عوام کو زراعت سے روزگار ملتا ہے۔ 61 فیصد رہائشی دیہاتوں میں ہی رہنے والے ہیں۔ 10۔ارب روپے میں سے 2.5۔ارب روپیہ اورنج لائن ٹرین میں چلا گیا اور کوئی محکمہ نہیں تھا۔ یہاں ہم لوگوں کو کھانے کے لالے پڑے ہوئے ہیں، لوگ مر رہے ہیں، کوئی پرسان حال نہیں ہے اور اگر آپ نے پیسے نکالنے ہیں تو کیا ایگریکلچر سے ہی نکالنے ہیں اور اب آپ 7۔ارب روپیہ مانگ رہے ہیں۔ مطلب انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے کہ آپ کھانے پینے والی چیزوں سے پیسے نکال رہے ہیں، کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ آپ کسی اور محکمے سے بھی اگر پیسے نکالیں گے تو وہ بھی اتنا بڑا ہی ظلم ہو گا لیکن آپ ایگریکلچر

سے پیسے نکال رہے ہیں اور آپ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ اس پر justification دیں۔ آگے چلتے ہیں، انہوں نے اپنی پچھلے سال کی achievements لکھی ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ اس کے اگلے پیرا میں ایک اور شاہکار لکھا ہوا ہے جس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

Establishment of Soil and Water Testing Lab at Chiniot and Nankana Sahib Construction of Girls' Hostel for ten thousand students at UAF

تو یہ کون سی UAF ہے کہ جہاں پر ایک ہزار لڑکیوں کا ہاسٹل ہے؟ میرے خیال میں پنجاب یونیورسٹی میں شاید ایک ہزار ٹوٹل students نہ ہوں گے۔

جناب سپیکر: Please درمیان میں interrupt نہ کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پیسے لگا رہے ہیں تو یہ ایک ہزار کا نمبر میری سمجھ سے تو باہر ہے یہ بھی ہم 7-ارب روپے میں لے رہے ہیں۔ آگے چلتے ہیں، یہاں پر لکھا گیا ہے کہ ہم کیا کریں گے؟ پوٹھوہار کو Olive Valley بنا لیں گے۔ میرا سوال یہ ہے کہ باقی جو ہماری اجناس ہیں ان کے ساتھ ہم نے کیا کر لیا ہے؟ پوٹھوہار کو Olive Valley بنائیں سو بسم اللہ بنائیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ایگریکلچر سیکٹر میں آپ نے ابھی تک پچھلے سال میں کیا کارکردگی دکھائی ہے؟ کل بھی میں نے بات کی کہ یہ چیز certified ہے کہ 12 لاکھ شاید کسان ہیں، 6 لاکھ کو آپ android phone دے رہے ہیں کس لئے کہ جناب وہ موسم کا حال بتائے گا۔ ہر گھنٹے بعد ہر نیوز چینل کے آخر میں موسم کا حال بتایا جاتا ہے تو ہمیں صرف یہ بتانے کے لئے اربوں روپے لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کسان چار بجے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا ہوا موسم کا حال پڑھ رہا ہو گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ جو سروس دی جائے گی یہ مفت ہو گی، یہاں پر مفت میں تو کوئی چپیڑ نہیں مارتا اور آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ سروسز لیں گے۔ یہ صرف اور صرف پرائیویٹ کمپنیوں کے ساتھ مک مکا کیا جا رہا ہے کہ تہاڈے اسیں فون ویچاں گے تو تہاڈا کم چلدا رہوے گا۔ وہ کون سے موسم کا حال بتائیں گے؟ وہ زمیندار ہی کس بات کا ہے جس کو یہ نہیں پتا کہ سورج نکلے گا تو دھوپ آئے گی۔ کس کو نہیں پتا کہ کس وقت فصل لگانی ہے، کون سی اگیتری فصل ہے اور کون سی پچھیتری فصل ہے، یہ تو ان کی نسلوں کا کام ہے؟ اگر کوئی شہری بابو چلا جائے تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ جناب اس کو نہیں پتا کہ 15-نومبر کو گندم کی بیجائی ہونی ہے، فروری میں گنا لگنا ہے اور تین ماہ بعد مکئی کی

فصل ہے۔ وہ بابو چلو کتابوں سے پڑھ لے گا تو سمجھ جائے گا۔ 60۔ارب روپے میں ہم لُٹا کیا رہے ہیں؟ مجھے محکمہ یہ اپنی achievements ثابت کر کے بتا دے۔ آخر میں پانی پر بات کروں گا جو کہ سب سے زیادہ ضروری چیز ہے اس میں وہ بھی achievement لکھی ہوئی ہے وہ بھی میں پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! صفحہ نمبر تو بتا دیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ صفحہ نمبر 66 ہے۔ ایگریکلچر میں ایک ہی صفحہ ہے اور اس میں بہت زیادہ تعریفیں نہیں لکھی ہوئیں۔ اس کا second para ہے کہ:

> Optimizing water course conveyance efficiency through enhancing lining length.

پورے پنجاب میں یہ بات میں پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ جہاں جہاں پر ششماہی نہریں ہیں اور جہاں جہاں پر ٹیل کا پانی ہے وہ پانی پورا ہی نہیں ہوتا۔ انہوں نے ایک سکیم شروع کی ہے جس کے تحت یہ کھالہ جات پکے کر رہے ہیں۔ یہ بالکل 75 فیصد لیتے ہیں اور 25 فیصد لیتے ہیں۔ اگر نہر کا water course ٹھیک نہیں ہے تو یہ کھالوں میں پانی کدھر سے جائے گا، کیا وہاں پر جن بیٹھے ہوئے ہیں جو ادھر کا پانی نکال کر آگے بڑھا دیں گے؟ ضلع قصور کا 300 کیوسک پانی کم ہے اور آج تک کسی نے مطالبہ نہیں کیا تو میں آپ سے دوبارہ پھر اس بجٹ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ضلع قصور کا پانی ہی پورا کروا دیں وہ تو آپ کا اپنا ضلع ہے۔ Water course کی اگر میں بات کروں گا تو اپوزیشن بھی آجائے گی پتا نہیں آپ کی طرف ہو گا یا نہیں ہو گا۔ میرے حلقے میں پانچ minors ہیں اگر ایک بھی minor کا یہ ثابت کر دیا جائے کہ اس کی لائننگ پکی ہے تو میں آپ کا دین دار ہوں۔ کیا وہاں پر کسان نہیں رہتے ہیں؟ 7۔ارب روپے میں سے بتائیں کہ ضلع قصور میرے حلقے کے لئے کتنے پیسے ہیں اور یہ پیسا کدھر جا رہا ہے؟ Android phones میں، سموں میں یا ایک ہزار لڑکیوں کے ہاسٹل میں جا رہا ہے یا اس کے ساتھ وہی ہونا ہے جو کہ ہر سال ہوتا آیا ہے کہ 7۔ارب روپے میں سے اگلے سال کے آخر میں ایک اور پیپر آجائے گا کہ 5 بلین روپے ہم نے پھر اورنج لائن ٹرین کو دے دیئے ہیں۔ غریب کے منہ سے نوالہ چھین کر اورنج لائن ٹرین کی بات ہوتی ہے۔ اورنج لائن ٹرین بنے بالکل بنے 100 فیصد بنے ہمارے ملک کی چیز ہے یہ بالکل بننی چاہئے میں اس کے پیچھے 100 فیصد کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ آپ اپوزیشن لیڈر سے بھی پوچھ لیں کہیں ایسے کام نہ خراب ہو۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وہ ان کا اپنا حق ہے، وہ اپنا حق رکھتے ہیں کہ وہ اس بات کی تائید کریں یا نہ کریں لیکن میرا سوال صرف اتنا ہے کہ جب پہننے کے لئے کپڑے نہ ہوں تو خواب ہم تخت وتاج کے دیکھیں تو پھر یہ زیادتی ہے۔ یہ ہم کس دُنیا میں رہ رہے ہیں۔ ایگریکلچر سب سے زیادہ اہم ہے جو کہ یہ خود بھی مانتے ہیں لیکن کارکردگی صفر ہے تو میں بالکل اس کی مخالفت کرتا ہوں میں تو کہتا ہوں کہ یہ ایک روپیہ بھی نہ دیں یہ کسی بہتر کام میں لگالیں یا کسی کو خیرات کر دیں اس سے شاید کوئی بہتری آجائے لیکن ایگریکلچر کے بارے میں کوئی ایسی چیز اس میں نہیں لکھی ہوئی جس سے کسان کو آنے والے سال میں یہ امید ہو کہ میرا یہ سال پچھلے سال سے بہتر گزرے گا۔

جناب سپیکر: .Next hope for the good جی، شاہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں زراعت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کے ہر شعبے میں ترقی کا رجحان ہوتا ہے اور ہر شعبے کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ترقی کرے۔ الحمدللہ جو ہمارا محکمہ زراعت ہے کیونکہ میں بھی زمیندار ہوں، زراعت سے منسلک ہوں، اس بجٹ کو حکومت کی طرف سے کسان دوست بجٹ قرار دیا گیا ہے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا کسان بالکل ترقی کر رہا ہے، ہماری کپاس کا ریٹ 2007 میں چودھری پرویزالٰہی کے دَور میں پانچ ہزار روپے تھا۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آج ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے کسان کو کپاس کا ریٹ پانچ ہزار کی بجائے -/1500 روپے دیا جا رہا ہے یعنی کسان کے محکمے زراعت نے اس دَور میں کیسی ترقی کی ہے۔ اسی طرح 2007 میں دھان کسانوں کو تین ہزار میں فروخت کیا گیا جبکہ آج کے دَور میں وہی دھان -/800 روپے میں دینے پر ہمیں حکومت مجبور کر رہی ہے۔ چودھری پرویزالٰہی کے دَور میں مکئی -/1500 روپے میں کسانوں نے بیچی جبکہ وہی مکئی آج -/750 یا -/850 روپے میں بیچ رہے ہیں اور یہ بات تمام کسان بھائی جانتے ہیں۔ یہ دِل میں فیصلہ کریں کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں یا جھوٹ کہہ رہا ہوں۔ کسان کے لئے اس موجودہ حکومت نے یہ ترقی کی ہے جس پر میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ لوگ ترقی کی طرف جاتے ہیں جبکہ یہ ہمارے ریٹ نیچے لے کر جا رہے ہیں۔ اسی طرح چودھری پرویزالٰہی کے دَور میں ہم نے ڈیزل -/38 روپے میں لٹر لیا ہے جو اب -/75 روپے کا ہے۔ ڈی اے پی کھاد -/1500

روپے کی تھی جواب -/2500 روپے میں مل رہی ہے، یوریا کھاد اُس وقت -/700 روپے کی تھی جو آج ہمیں -/1500 روپے میں مل رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بھوک کسان کا گہنا اور زیور ہے جس سے ہمیں ڈرایا نہیں جا سکتا لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسان خوشحال ہے تو پاکستان خوشحال ہے۔ اگر کسان خوشحال نہیں تو پاکستان کی خوشحالی کی کوئی ضمانت نہیں۔ میرا زمیندار طبقہ یہاں بیٹھا ہے جن تک میں آواز پہنچانا چاہتا ہوں کہ زمیندار اس وقت مکئی کے ٹانڈے اور تکے بیچ کر گزارہ کر رہا ہے۔ آج سے دس سال پہلے زمیندار ٹانڈے بیچتا تھا اور نہ تکے بیچتا تھا بلکہ وہ لوگوں کو جلانے کے لئے مفت دیتا تھا جبکہ آج کسان کپاس کی چھڑیاں بیچ رہا ہے۔ جو یہاں زمیندار بیٹھے ہیں وہ دل میں فیصلہ کریں کہ دس سال پہلے کیا چھڑیاں بکتی تھیں، نہیں لیکن اب بھوک کے مارے یہ بھی بیچ رہے ہیں۔ دھان کی پرالی جسے ہم غریب لوگوں کو مفت دے دیتے تھے وہ بھی ہم بیچ رہے ہیں اور اپنے درخت بیچ رہے ہیں یعنی اپنا پورا زیور بیچ رہے ہیں لہٰذا ہمیں کسانوں کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ یہ ہمارا زرعی ملک ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ کھیتی باڑی عین عبادت ہے جس سے بڑھ کر بڑا ثواب کوئی نہیں ہے لیکن اس کو آزمایا نہ جائے بلکہ ہمیں ہمارا حصہ دیا جائے۔ ہماری فصلوں کی انشورنس کی جائے کیونکہ جب بھی کوئی عذاب آتا ہے تو کسان کے اوپر آتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں 100۔ ارب روپے کے package کا اعلان کیا گیا ہے جو بہت کم ہے اس لئے اس کو مزید بڑھانا چاہئے۔ تمام زمیندار قرض دار ہیں اور تقریباً ہر بنک میں ان کا قرض کا سلسلہ چلتا رہتا ہے لہٰذا package کے حوالے سے میں یہ تجویز دوں گا کہ یہ سیدھا ان کے کھاتے میں جانا چاہئے بجائے اس کے کہ پٹواری اور تحصیلدار کھا جائیں اور کسانوں تک یہ پہنچ ہی نہ سکے۔ میں اب پانی کی طرف آتا ہوں کہ نہروں کے پانی کا یہ حال ہے کہ ہماری نہریں ششماہی اور سالانہ ہیں لیکن چھ ماہ والی نہر کو چھ ماہ پانی ملتا ہے اور نہ ہی سالانہ نہر کو سالانہ پانی ملتا ہے لہٰذا اس کا بھی بندوبست کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ بڑی مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم نے یہ جو کٹوتی کی تحریک دی ہے بنیادی طور پر اس کا مقصد حکومت کو باور کرانا ہے کہ ہمارا صوبہ ایک زرعی صوبہ ہے اور یقیناً حکومت کو اس بات کی آگہی حاصل ہے لیکن حکومت کی priorities میں یہ چیز نہیں آتی کہ وہ ایگریکلچر کو top priority پر رکھیں۔ اس صوبے کا ہمارا 80 فیصد کسان بے حال ہے لیکن اس دفعہ حکومت نے کچھ آنکھ ایسی دکھائی ہے

جیسے کہتے ہیں کہ مل ملا کر ایسا بجٹ پیش کر دیا ہے اور ایسا سلسلہ دکھایا ہے جس سے نظر آئے کہ کسان کو package دیا جا رہا ہے حالانکہ اس package کو بھی دو سال پر لے گئے ہیں جس کا آدھا حصہ اس سال اور آدھا حصہ اگلے مالی سال میں لگے گا اس طرح کسان کے مسائل حل ہونے والے نہیں ہیں۔ اگر کسان کی اجناس کی قیمت بڑھائی ہے تو اس کی خریداری بھی ضروری تھی۔ اس سال گندم کے ساتھ جو ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا target پورا کر لیا ہے لیکن بنیادی طور پر دانہ دانہ خریدنے کا target تھا۔ کیا حکومتِ وقت نے گندم کا دانہ دانہ خریدا اور کیا کسان خوشحال ہے جس کی مثال اسی ایوان سے لی جا سکتی ہے کہ اس ایوان میں جب حکومتی ممبران اسمبلی نے بجٹ پر بحث کے دوران تقاریر کیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ معزز ممبران! اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! حکومتی ممبران وزیر خزانہ کو مبارکباد دے کر انہی مسائل پر آتے رہے اور میں بھی ہنستا رہا کہ حکومتی ممبران نے بھی یہ بجٹ مسترد کیا ہے۔ بظاہر وہ کھل کر یہ بات کر نہیں سکتے تھے لیکن دبے الفاظوں میں وہ یہ اظہار کرتے رہے، ہم کسی کی بھی ریکارڈنگ چیک کر سکتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں کہ ممبران اسمبلی نے بھی اس بات کو endorse کر دیا ہے کہ حکومت کا یہ بجٹ صرف دکھاوے کا بجٹ ہے۔ کہنے کو ڈویلپمنٹ پروگرام 550۔ارب روپے کا ہے لیکن دیکھا جائے تو کیا پچھلے سال بھی اس کی utilization ہو سکی تھی؟ انہوں نے اس دفعہ ایگریکلچر کے لئے بجٹ رکھا ہے لیکن کیا پچھلے سال ایگریکلچر کی طرف اس کی utilization ہوئی تھی کیونکہ اس کی 40فیصد utilization ہی نہیں ہوئی؟ ہم کیوں دکھاوے کے figures رکھتے ہیں جس سے ہم یہ تاثر دے سکیں کہ ہم اس صوبے کی خدمت کر رہے ہیں اور زراعت پر ہماری بڑی توجہ ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ جو بجٹ utilize نہیں کیا وہی بجٹ ہمارا اصل بجٹ تھا۔ اگر اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس پر 200فیصد utilization ہو سکتی ہے اور اس کے لئے مزید فنڈز مانگے جا سکتے ہیں تو باقی محکموں کے لئے ایسا کیوں نہیں ہے، یہ ایک بڑا سوالیہ نشان ہے؟

جناب سپیکر! ان حکومتی ایوانوں کی توجہ دلانے کے لئے ضروری ہے کہ یہ لوگ سوچیں کیونکہ انہوں نے دو سال کے بعد اسی عوام کے پاس جانا ہے۔ یہ سبز باغ دکھا کر پھر اُن سے ووٹ لیں گے اور شاید ہماری عوام بھی ایسی ہے جو سبز باغوں اور نعروں پر آ جاتی ہے۔ کسی زمانے میں پنکھا جھلنے سے ووٹ

لے لئے تو اس بار اس طرح کا کوئی دوسرا ڈرامہ کر کے اپنا حساب کتاب کر لیں گے۔ وزیر اعلیٰ کو ایوین ای شو باز کہا گیا کہ وہ شو دکھاتے ہیں اور شو دکھا کر ہی اپنے معاملات کو آگے چلاتے ہیں اور وہ چلانے کے ماہر ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No interruption please.

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں تو یہی کہوں گا کہ اُن کو اب وزیر اعظم بن جانا چاہئے کیونکہ شاید ہمارا یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: اللہ وزیر اعظم کو سلامت رکھے اور اُن کو صحت دے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پورے پاکستان کو اسی طرح ہی شو باز کرتے رہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پارلیمنٹ میں بیٹھ کر ایسی بات کرتے ہیں، آپ کو کچھ خیال کرنا چاہئے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف ہی رہیں گے اور یہ بے چارے روتے ہی رہیں گے۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ۔ بس ٹھیک ہے۔ اب آپ آگے چلیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! زراعت ہمارے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No cross talk, no cross talk.

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! زراعت پر توجہ دینا حکومتی نہیں بلکہ اپوزیشن ممبران کا بھی حق اور حصہ ہے جو ہم اپنے حصے کو مکمل طور پر پورا کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو باور کرا رہے ہیں کہ خدارا زرعی شعبہ جو آخری سانس لے رہا ہے اس کو انجکشن دیں اور بہتر کریں۔ کھاد سستی کرنے یا کسانوں کو package دینے سے کچھ نہیں ہوگا۔ انہوں نے پہلے بھی دھان اور کپاس پر پانچ پانچ ہزار روپے کی امدادی رقم دی تھی لیکن کیا اس سے کسان کے آنسو پونچھے جا سکے، کیا کسان کی اس سے بہتری آ سکی ہے، بالکل نہیں آئی؟ یہ چیزیں ہیں جن پر انہیں توجہ دینی ہو گی لیکن انہیں کون سمجھائے اور کون دکھائے۔ آئینہ دکھاتے ہیں تو برا مان جاتے ہیں اور جب یہ برا مانتے ہیں تو ہمارے پاس کون سی ایسی طاقت ہے کہ ہم انہیں سمجھا سکیں۔ اپوزیشن تو minority ہوتی ہے اور majority والوں کو سوچنا چاہئے کہ عوام نے پچھلے الیکشن میں انہیں بہت بڑی ذمہ داری دی ہے اور دو تہائی اکثریت سے ان ایوانوں میں انہیں بھیجا ہے۔ خدارا اس کسان کے لئے کچھ بہتر سوچیں اور صرف ان packages سے نہیں، سستی بجلی تو انہیں

ملے گی جن کے پاس زرعی کنکشن ہو گا۔ کیا صوبے کے ہر زمیندار اور ہر کسان کے پاس زرعی کنکشن ہے ؟ وہ تو واپڈا نہیں دے رہا اور زرعی کنکشن پر واپڈا نے پابندی لگائی ہوئی ہے تو اس بجلی پر سبسڈی دی جا رہی ہے۔ کیا کسان کو سستا ڈیزل دیا جائے گا، کیا کسان کی فصلوں کی انشورنس کی جائے گی ؟ کسانوں کی فصلوں کی بہتر پیداوار کے لئے کوآپریٹو سسٹم بنایا لیا جائے تاکہ انہیں تمام زرعی آلات سستے مل سکیں۔ کسی زمانے میں ہمارا کوآپریٹو سسٹم بڑا مشہور تھا اور اس کی مثالیں دی جاتی تھیں لیکن آج وہ بھی کرپشن کی بھینٹ چڑھ گیا۔

جناب سپیکر! سب سے بُری چیز اس صوبے میں کرپشن ہے جسے جڑ سے اکھاڑنا ہو گا لیکن یہ تو کرپشن پیدا کرنے اور نئے سے نئے طریقے بنانے کے ماہر ہیں۔ کاش کہ انہیں صرف اور صرف اس شعبے پر توجہ دیتے ہوئے یہ احساس ہو جائے کہ صوبے کے عوام نے ان پر اعتماد کیا ہے لیکن صوبہ سے زراعت ختم ہوتی جا رہی ہے اور زمینداروں کی اشک شوئی کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ بے چارے بے حال ہیں لیکن ان کے آنسو پونچھنا ہم سب کا فرض ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری اس کٹوتی کی تحریک کو منظور کرتے ہوئے آپ حکومت پر یہ باور کروائیں گے کہ حکومت اس پر مزید بہتر طریقے سے کام کرے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب! یہ فرما رہے ہیں کہ اس رقم کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے اسے oppose کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، معزز ممبران آپس میں باتیں نہ کریں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھے points raise کئے ہیں اور اس پر بڑی thought provoking and comprehensive بحث ہوئی لیکن میں کٹوتی کی تحریک پر سب کے جواب دینا بھی چاہوں تو شاید اتنا وقت نہ ہو کہ میں ان کے جوابات دے سکوں۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف، ان کی ٹیم اور وزیر خزانہ کو 1681۔ ارب روپے سے زائد کا تاریخی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تاریخی کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ جیسے میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے بات کی ہے کہ ایگریکلچر ان کی priority نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ جن 5/6 سیکٹرز کو priorities دی گئی ہے۔ agriculture is one of those ان میں

سے ہیلتھ ہے، ایجوکیشن ہے، ایگریکلچر ہے، صاف پانی ہے اور لاء اینڈ آرڈر ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ایگریکلچر کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ پانچ پہلے سیکٹرز میں اسے شامل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! Production کا سب سے بڑا سیکٹر ہونے کے ناتے ایگریکلچر کا بنیادی مقصد production ہی ہوتا ہے اور کسی بھی ملک کی فوڈ سکیورٹی ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ پر ہی base کرتی ہے۔ الحمد للہ ہم نے یہ فوڈ سکیورٹی آج سے کوئی 15/20 سال پہلے achieve کر لی ہے۔ انہی ہمارے ایگریکلچر کے اداروں ایوب زرعی تحقیقاتی ادارے کے ذریعے ایک انقلاب آیا تھا Maxi Pak کا ایک green revolution آیا تھا late 60s میں جس میں ہماری گندم کی پیداوار دُگنی ہو گئی ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہم گندم میں خود کفیل ہیں لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے بھی بتایا اور ان کی اس بات میں حقیقت ہے کہ ایگریکلچر سیکٹر کو آج بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ پنجاب کے کاشتکار کو آج میں خوشحال نہیں کہہ سکتا۔ اتنی بھی exaggeration نہیں کہہ سکتا لیکن وہ چیلنجز جو ہمیں اس وقت face کرنے پڑ رہے ہیں، جن کو ہم meet کر رہے ہیں، ان کے لئے بجٹ میں مزید اضافے کی تجویز تو آنی چاہئے تھی کٹوتی کی تحریک نہیں آنی چاہئے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جن challenges کی میں بات کر رہا ہوں اور جو ہمیں اس وقت درپیش ہیں تو سب سے پہلے تو extreme change in climate ایوان میں بیٹھے معزز ممبران اچھے طریقے سے سمجھتے ہوں گے کہ earth کا ٹمپریچر ایک ڈگری سینٹی گریڈ بڑھ چکا ہے جس کی وجہ سے گلیشئر بھی پگھلتے ہیں، سیلاب بھی آتے ہیں، night temperature بھی raise کرتا ہے اور night ٹمپریچر raise کرنے سے animal اور plant کی respiration بھی بڑھتی ہے، metabolism بڑھتا ہے، energy بھی بڑھتی ہے اور growth کم ہوتی ہے۔ یہ سارے climate related issues ہیں تو ہمیں climate smart agriculture کی طرف جانا ہوگا۔ ہم اس climate change کو reverse تو نہیں کر سکتے adopt ضرور کر سکتے ہیں اس کے ساتھ جس کے لئے ہمارے اس بجٹ میں بہت سی سکیمیں رکھی گئی ہیں۔ ہم اپنے seed sector کو بدلتے ہوئے climate کے حوالے سے بدلتے ہوئے موسمی حالات کے حوالے سے revamp کرنے جا رہے ہیں۔ اس بجٹ میں اس کے لئے 5 ارب روپے رکھے گئے ہیں، بائیوٹیکنالوجی ہم multinational کمپنیوں سے حاصل کر رہے ہیں کہ جو ان extreme situations کا مقابلہ کر سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد مارکیٹنگ سسٹم ہے اور اس وقت ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے بھائی they are well aware, FAO کی ایک رپورٹ publish ہوئی ہے کہ in coming three years the commodity price, especially grain price will remain depressed. تین سالوں تک یہ جو ابھی مکئی کی بات ہو رہی ہے، گندم کی بات ہو رہی ہے اور رائس کی بات ہو رہی ہے تو یہ آئندہ تینوں انٹرنیشنل guild ہیں، جسے پاکستان بھی face کر رہا ہے، جسے انڈیا بھی face کر رہا ہے اور ہریانہ میں آپ جو دیکھ رہے ہیں کہ وہاں Chaos ہے اور violent قسم کے protest ہوئے ہیں، تھائی لینڈ میں آپ نے دیکھا ہے جو کچھ ہو رہا ہے تو یہ سارا اس grain prices کی وجہ سے ہو رہا ہے اور انٹرنیشنل guild کی وجہ سے ہو رہا ہے تو اس میں پاکستان بھی suffer کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! Energy crisis کا ہمیں بُری طرح سامنا ہے۔ ہماری able visionary اور dynamic leadership نے بجلی کے منصوبے لگائے ہیں جن کا ثمر ہمیں 2018 تک مل جائے گا۔ نہ صرف بجلی کی قلت بہت حد تک کم ہو جائے گی بلکہ اس کے rates بھی کم ہو جائیں گے تو انشاء اللہ اس کے ساتھ بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! Water shortage کی بات ہے تو ایگریکلچر پانی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ پانی ایگریکلچر کے لئے سب سے بڑا input ہے۔ پاکستان میں اس وقت we are water stressed country ایک ہزار کیوبک میٹر per capita اس وقت پانی کی availability ہے اور اگر خدا نخواستہ ہم اس سے نیچے آتے ہیں تو پھر ہم water scarce countries کہلائیں گے۔ اس کی بچت کے لئے ہمارے پاس ورلڈ بنک کی assistance سے pipak programme ہے جو کہ پانی کو محفوظ کرنے کا پروگرام ہے۔ 36 بلین روپے سے یہ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ابھی کسان package کی بات ہوئی ہے تو میاں محمد نواز شریف نے کسانوں کے لئے جو package دیا تھا وہ کسان کی Land holding تھی۔ وقتی طور پر کسان کو کپاس میں اور رائس میں اتنا نقصان ہو چکا تھا کہ اگر حکومت ان کی Land holding نہ کرتی تو خدانخواستہ کسان اس قابل نہیں ہو سکتے تھے کہ وہ گندم کی کاشت کر سکتے، وہ فرٹیلائزر خرید سکتا، وہ بیج خرید سکتا اور وہ بجلی کے بل دے سکتا۔ میاں نواز شریف کے کسان package نے ہی فارمر کو اس قابل بنایا اور ہمارے پنجاب میں اس دفعہ wheat کی ریکارڈ 20 plus billion ton wheat bumper crop ہوئی ہے wheat کا rate 1300 روپے فی من ہے یہ international rates سے کہیں زیادہ ہے جو ہم اپنے فارمر

کو دے رہے ہیں۔ گنّے کی بات ہوئی ہے تو میں گزارش کرتا چلوں کہ گنّے کی نہ صرف پیداوار بڑھی ہے بلکہ اُس کا sucrose content بھی بڑھا ہے، اُس کا وہ sucrose content جو 5 to 7 percent ہوتا تھا اس وقت 10 plus ہے اور ساؤتھ میں میرے خیال میں 11 یا 12 percent sucrose content ہے۔ شوگر کین کی پرائس پنجاب نے دوسرے provinces سے زیادہ دی ہے اگر پنجاب میں 180 روپے ملے ہیں تو سندھ میں فارمر کو 160 روپے ملے ہیں۔ یہاں Android phone کی بڑی باتیں ہوئی ہیں کہ کسان پڑھا لکھا نہیں ہے اُس کو Android phone چلانے کا نہیں پتا موسم کے حالات تو وہ ویسے ہی بتا دیتا ہے اُس کو پتا چل جاتا ہے کہ کل بارش ہونی ہے یا پرسوں بارش ہونی ہے یا چوتھ بارش نہیں ہونی۔

جناب سپیکر! آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ ہر گاؤں میں ایک ماسٹر محمد حسین بیٹھا ہے یا کوئی اور سکول ٹیچر بیٹھا ہے جس کی کریانے کی دکان ہے ساتھ دوائیاں بھی رکھی ہیں وہ نزلہ زکام اور بخار اور انجکشن لگانے کا کام بھی کرتا ہے لیکن ہم پھر بھی شہر میں علاج کروانے کے لئے آتے ہیں تو یہ Android phone وقت کی ضرورت ہے۔ آج ہمیں ماسٹر محمد حسین جو ٹیکہ لگاتا ہے یا پیناڈول کی گولی دے کر علاج کرتا ہے اس کے باوجود ہمیں شہر کے ہسپتالز میں آنا ہے، جدید ٹیکنالوجی کی طرف آنا ہے، آج ایم آر آئی کا وقت ہے، آج سی ٹی سکین کا وقت ہے اور diagnosis کرنے کا وقت ہے۔ ابھی میرے بھائی کھگہ صاحب نے بات کی تھی کہ شفاف طریقے سے قرضے دیئے جائیں تو اُسی android phone کے through banking system کے ساتھ آپ attach ہوں گے، آپ چیک کر سکیں گے کہ آپ کو کتنا interest free loan مل چکا ہے، کتنا آپ نے pay کرنا ہے، آپ کو موسم کے حالات، آپ کو فصل کے بارے میں advisory، آپ کی سارے connection ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ رہیں گے۔ اس کے علاوہ بجلی کی قیمت میں جو کمی کی گئی ہے 5 روپے یونٹ یہ ایک خواب ہوتا تھا کہ کاش کسان کو 5 روپے یونٹ بجلی مل جائے جو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے پورا کیا ہے۔ آج 5 روپے یونٹ بجلی announce ہو چکی ہے جس میں سے آدھی سبسڈی جی ایس ٹی 7 بلین پنجاب نے pay کرنا ہے اور یہاں میں یہ بھی بتا تا چلوں کہ صرف پنجاب ہی pay کر رہا ہے اور کوئی province اپنے فارمر کا شیئر pay نہیں کر رہا۔ قرضوں کی اشد ضرورت ہے 80 بلین روپے کے قرضہ جات فارمر کو شفاف طریقے سے دیئے جائیں گے جن کا سارا interest government of Punjab اُٹھائے گی۔ ڈی اے پی کھاد کی بوری 2500 روپے کی ہو گی اور یوریا کھاد 1400 روپے کی بوری ہو گی۔ یہاں ابھی

cooperativeکی بات ہوئی ہم اپنے فارمر کے لئے وہ سسٹم بھی شروع کرنے جارہے ہیں cooperative systemکے لئے بھی اس بجٹ میں پیسے رکھے گئے ہیں۔ باتیں تو بہت سی کرنے کی ہیں میں درخواست کرتاہوں یہ جو میں نے معروضات پیش کی ہیں ان کی روشنی میں یہ جو بجٹ میں کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے اس کو مسترد کرکے اس خرچے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں یقین دلاتاہوں کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ جو ایک ٹیم ورک کی طرح کام کرتا ہےunder the table and visionary guidance of Shahbaz Sharifہم کسان کیwelfareکے لئے ہمیشہ کام کرتے رہے گے اور ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ کا اپنے کسان کے نام یہ پیغام ہے۔

ہاں مجھے خبر ہے کہ تیرے خوابوں کو آندھیاں کیسے لوٹتی ہیں
مجھے پتا ہے کہ لہلہاتی ہوئی فصل کس کی محنت کا معجزہ ہے
یقین رکھو تمھارے راستے کے سارے کانٹے میں چھانٹ دوں گا
ہے میرا وعدہ کہ اپنے دہکان کو مسکراہٹ میں بانٹ دوں گا

(نعرہائے تحسین)

MR SPEAKER: Thank you. Order please, Order please.

اب سوال یہ ہے کہ

"7۔ارب86کروڑ87لاکھ89ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبرPC-21018"زراعت"کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 86کروڑ87لاکھ89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2017کو ختم ہونے والے مالی سال17-2016کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21016 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21016

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ

"ایک رقم جو 71۔ارب 6کروڑ 98لاکھ 11ہزار روپے سے زائد نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 71۔ارب 6کروڑ 98لاکھ 11ہزار روپے سے زائد نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 21016 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن مؤکل، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد ناصر چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید، میاں خرم جہانگیر وٹو، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید علی اکبر محمود، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، خواجہ محمد نظام المحمود، محترمہ فائزہ

احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

> That the total of rupees seventy one billion sixty nine million eight hundred eleven thousand on account of demand number PC-21016 Health Services be reduced to rupee one.

جناب سپیکر: سوچ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کر دیں کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"71۔ارب6کروڑ98لاکھ11ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبات زر PC-21016"خدمات صحت" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: Opposed جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جو ہیلتھ سروسز کا حال ہے، جو ہسپتالوں کا حال ہے ہر سال ہم پیسے بڑھاتے جاتے ہیں یہ پیسے کدھر لگ رہے ہیں میں تو exactly اپنے experiences سے بتاؤں گا جو میرے experiences لاہور کے گورنمنٹ ہسپتالوں میں جاکر ہوئے یہ پچھلے کچھ دنوں کی بات بتاؤں گا زیادہ پیچھے نہیں جاؤں گا۔ سب سے پہلے میں شروع کرتا ہوں جناح ہسپتال میں آج سے exactly ایک ہفتہ پہلے میں گیا مجھے کسی کا فون آیا کہ اُن کو کمرہ نہیں مل رہا sorry بیڈ نہیں مل رہا کمرہ تو بڑی دور کی بات ہے بیڈ نہیں مل رہا میں نے جب جاکر وہاں کے حالات دیکھے جو کہ ہر دفعہ ہی دیکھتا تھا تو وہاں اندر سانس نہیں لیا جا رہا تھا۔ میں آپ کو ایک زبردست بات بتاؤں جو مجھے اندر جاکر پتا لگی کیونکہ وہ کسی اور کو اندر جانے نہیں دے رہے تھے میں ایم پی اے تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ آپ اندر آ جائیں۔ وہاں بستر ے خالی تھے۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہیلتھ سے related issue ہے اور یہاں ہیلتھ کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں نہ ایڈوائزر ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری بہن نے بہت ہی اچھا point اٹھایا ہے ان کا شکریہ۔ یہاں پر تو کوئی بھی نہیں ہے میں پھر کس سے بات کروں، یہاں کون جواب دے گا؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری اور ایڈوائزر صاحب کو یہاں ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں وہ آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں جواب دوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ جواب دیں گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ جواب نہیں دے سکتیں۔ رولز آف پروسیجر کھولیں اور دیکھیں، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا کون جواب دے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ کا نوٹیفکیشن ہوا ہے، آپ کیا کر رہے ہیں؟ اگر آپ نے نہیں بولنا تو میں پھر ویسے ہی تحریک پر ووٹنگ کرا لیتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت ہی اچھا پوائنٹ اٹھایا گیا ہے یہ جواب کس نے دینا ہے؟ اس طرح یہ issue ختم نہیں ہونے لگا۔ ٹھیک ہے پھر ہم بیٹھ جاتے ہیں، نہیں بات کرتے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج بجٹ پر کٹوتی کی تحریک پیش ہو رہی ہے اور ہیلتھ کے پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبہ جواب دیں گی، آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ گورنمنٹ کی منسٹر ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ ہو نہیں سکتا۔ وہ فنانس کی منسٹر ہیں، ہیلتھ کا کس طرح جواب دیں گی؟ ہیلتھ کا کوئی تو بندہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے وہ ہیلتھ منسٹر بھی ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سال کے تمام سیشن کے اندر فنانس منسٹر نے کبھی بھی ہیلتھ کا کوئی جواب نہیں دیا تو آج وہ کس طرح جواب دے سکتی ہیں؟ محترمہ وزیر خزانہ نے کبھی ہیلتھ کے جواب دیئے ہوں پھر تو میں ان سے بات کر لیتا ہوں انہوں نے آج تک کبھی ہیلتھ کے issues پر جواب نہیں دیئے۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں وہ منسٹر صاحبہ ہیں، کوئی بھی منسٹر ہو سکتا ہے، یہ گورنمنٹ ہے All Ministers are government! ایسے نہ کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر انہوں نے کبھی ہیلتھ کے جواب دیئے ہوں تو میں بات کرتا ہوں لیکن انہوں نے کبھی بھی ہیلتھ کے جواب نہیں دیئے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کبھی جواب نہیں دیئے لیکن وہ منسٹر تو ہیں ناں۔ آپ کی کٹوتی کی تحریک ہے اس کا جواب منسٹر ہی دیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ on record بات آ جائے کہ پارلیمانی سیکرٹری ایوان میں نہیں ہے، ایڈوائزر جواب نہیں دے سکتا اور محکمہ صحت کا کوئی وزیر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ منسٹر صاحبہ ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پھر ڈاکٹر فرخ جاوید نے ایگریکلچر کے جواب کیوں دیئے؟

جناب سپیکر: اس محکمے کا منسٹر تو موجود تھا۔ (شور وغل)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ڈاکٹر فرخ جاوید نے پھر جواب کیوں دیا فنانس منسٹر صاحبہ کو جواب دینا چاہئے تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ کوئی بات ہے، اس طرح بات ہوتی ہے؟ اس محکمے کا کوئی وزیر ہی نہیں رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں اس کا جواب منسٹر صاحبہ سے لوں گا وہ جواب دیں گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہیلتھ کے حالات دیکھ لیں اور اس محکمے کا وزیر ہی نہیں رکھا ہوا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ اسمبلی ہے اور اس کو اسمبلی کی طرح چلائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ قانون نہ نکالیں۔

جناب سپیکر: آپ کی گورنمنٹ سے کیا مراد ہے؟ گورنمنٹ سے مراد کوئی منسٹر ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ اس گورنمنٹ کی seriousness کا اندازہ لگائیں کہ جس چیز کا رونا اپوزیشن رو رہی ہے اور لوگ بھی رو رہے ہیں کہ عوام کو ہیلتھ کے حوالے سے سہولتیں available نہیں ہیں اور ان کی seriousness دیکھ لیں۔ اگر یہاں پر سریے اور بجری کی بات ہو تو پوری اسمبلی کو آرڈر کر دیا جاتا ہے کہ یہ پاس کرنا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔

جناب سپیکر: منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں ناں۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش سن لیں، اُن کی طرف سے بھی جواب آنے دیں آپ ان کی نمائندگی کرتے ہیں آج آپ ہمارے نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اپنے آپ کو کنٹرول کریں try to control yourself، آپ کی بڑی مہربانی۔ منسٹر جواب دے سکتے ہیں۔ (شور وغل)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ دوسری کٹ موشن لے لیں اور اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ہم فی الحال اس کٹوتی کی تحریک کو pending کرتے ہیں اور دوسری کٹوتی کی تحریک لیتے ہیں۔ اس تحریک کو pending کرتے ہیں اور مطالبہ زر نمبر PC-22036 ترقیات شروع کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-22036 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-22036

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3 کھرب 88۔ ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کھرب 88۔ ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-22036 میں کٹوتی کی تحریک میاں محمود الرشید، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب محمد شعیب صدیقی، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب عبدالمجید خان نیازی، میاں ممتاز احمد مہاروی، محترمہ نگہت انتصار، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب خرم شہزاد، چودھری مونس الٰہی، ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن موکل، محترمہ باسمہ چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد ناصر چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید، میاں خرم جہانگیر وٹو، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید علی اکبر محمود، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، خواجہ محمد نظام المحمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب علی سلمان اور جناب احسن ریاض فتیانہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"3 کھرب 88۔ ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-22036 "ترقیات" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"3کھرب88۔ارب49کروڑ80لاکھ93ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبرPC-22036"ترقیات"کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PLANNING AND DEVELOPMENT (Malik Ahmad Karim Qaswar Langrial): Mr Speaker! I Oppose it.

جناب سپیکر: انہوں نے اس کوoppose کیا ہے۔جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ایاک نعبد وایاک نستعین۔ **اللھم صل علی سیدنا محمد والہ وعترية بعدد کل معلوم لک استغفراللہ الذی لا الہ الا ھو الحیٰ القیوم واتوب الیہ یا حی یا قیوم۔** "تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک اس نبی پاک کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا"۔بہت شکریہ

جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔گورنمنٹ کی طرف سے یہ جو گرانٹ کی مد میں پیسے دیئے گئے ہم نے اس کوoppose کیا کہ اس کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے تو میں اُن وجوہات کی بنیاد پر بات کروں گا کہ اس کو ایک روپیہ کیوں کر دیا جائے۔جب حکومتیں کسی بھی شعبہ کے لئے کوئی پیسے رکھتی ہیں وہ پیسے عوام کی محنت کی کمائی کےtaxes کی شکل میں ان تک آتے ہیں اس کے مطابق حکومت پھر اس کو جمع تفریق کرکے لوگوں کی ضروریات کے مطابق بجٹ بناتی ہے تاکہ انہیں ان کی محنت کے ثمرات پہنچ سکیں۔میں نے اس حوالے سے کافی گزارشات آپ کے سامنے رکھنی ہیں اور اپنی اس بات کو جو اپوزیشن کی طرف سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے یعنی کٹوتی کی تحریک کوjustify کرنا ہے۔

جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ کا بڑا لمبا چوڑا اور بڑے فخر کے ساتھ اسمبلی میں ہاتھ اٹھا کر بجٹ کو پڑھا گیا اور کہا گیا کہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے اور ہم اس بجٹ کے اندر اربوں اور کھربوں روپے ڈویلپمنٹ کے لئے رکھ رہے ہیں۔اس کا صفحہ نمبر1اور پوائنٹ نمبر14ہے جس میں یہ بات میڈم منسٹر صاحبہ نے بڑے فخر کے ساتھ بیان کی کہ آئندہ مالی سال کے لئے ترقیاتی پروگرام کا حجم550۔ارب روپے ہے اور یہ ترقیاتی پروگرام صوبے میں ماضی کی تمام ترقیاتی پروگراموں میں سے بڑھ کر ہے۔یہ تقریباً37.5فیصد پچھلے پروگرام کی نسبت زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! میری پہلی گزارش یہ ہے کہ جو انہیں پہلے پیسے دیئے گئے ہیں اس گورنمنٹ نے اپنے اداروں کے ذریعے ان پیسوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ گڈ گورننس کے بارے میں بڑی باتیں کی جاتی ہیں، کرپشن ختم کرنے کے بارے میں بڑی بڑی باتیں کی جاتی ہیں۔ ہم 1985 سے لے کر آج تک انہی کی یہ باتیں سن رہے ہیں اور ان کی باتیں سنتے سنتے اس نہج تک پہنچ گئے ہیں کہ عوام کا تعلق گورنمنٹ کی پالیسی کے ثمرات سے کوئی نہیں رہا۔ اس کا تعلق صرف حکمرانوں کے ان طبقے سے رہا ہے جو اپنی ذات کے لئے چیزوں کو استعمال کرتے ہیں اور وہ لوگوں کے وسائل کو اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنے خزانے بھر لئے جائیں۔ ڈویلپمنٹ بجٹ کے بارے میں، میں یہاں پر بات کرنا چاہوں گا کہ جو ادارے آپ کے ڈویلپمنٹ پر کام کر رہے ہیں جن کے ذریعے آپ فنڈز کو utilize کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی performance کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے کتنی performance دکھائی ہے، ان کو چیک کیا جا سکے کہ اس ڈویلپمنٹ کی utilization کتنی ہے، کیا وہ تمام utilization proper طریقے سے ہوئی اور اس میں transparency ہے؟ کیا اس میں وہ تمام چیزیں ہیں جس کا نعرہ گورنمنٹ لگاتی ہے کہ اس صوبے سے کرپشن کو zero کر دیں گے یا ختم کر دیں گے تو کیا ایسا ہوا ہے کہ یہ جو گڈ گورننس کا نعرہ لگایا جاتا ہے جو اربوں اور کھربوں کے اشتہارات۔ بجٹ پیش کرنے پر اخبارات میں دیئے جاتے ہیں۔ اگر وزیر اعلیٰ کو چھینک آ جائے تو وہ بھی اخبارات میں بڑے اشتہار کی صورت میں دے دی جاتی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ ان فنڈز کی activities کون چیک کرے گا؟ وہ اس سبز کتاب کے اندر موجود ہے اور اس کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کہتے ہیں۔ اس رپورٹ کے اندر وہ تمام چیزیں موجود ہیں جس کے تحت پچھلا سالانہ بجٹ استعمال کرتے رہے ہیں۔ ان کی کارکردگی کیا ہے، ان کی کارکردگی کا پتا اس کتاب سے چلے گا، ان کے جھوٹے دعوے یہ کتاب کھولے گی اور ان کی گڈ گورننس کا پول یہ کتاب کھولے گی۔ ان کی کرپشن کے بھید یہ کتاب کھولے گی، آپ کے total Budget volume کا صرف 2 سے 3 فیصد آڈٹ ہوتا ہے باقی تو آڈٹ ہوتا ہی نہیں کیونکہ اداروں کی capacity نہیں ہے۔ اب اگر 3 اور 4 فیصد آڈٹ ہوا ہے اس کے اندر ہزاروں پیراجات بنے ہیں اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق observations آئی ہیں تو اس کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ یہ کس چیز کا نعرہ لگاتے رہے کہ ہماری گڈ گورننس ہے، ہم نے کرپشن zero کر دی، ایک پراجیکٹ 100۔ارب روپے کا تھا اور اسے 70۔ارب روپے کر دیا ہے وہ کس طرح کیا ہے؟ جس نے 100۔ارب روپے کا بنایا تھا پہلے تو اس کو پکڑیں، اس کو سائیڈ لائن کریں کہ یہ پبلک منی تھی اور آپ نے کس لحاظ سے

اس کو100-ارب روپے کا بنا دیا۔میں چاہتا ہوں کہ پہلے تو اس کو پکڑیں اور اس کی نااہلی کو پکڑیں۔ایک پراجیکٹ کے اندر پہلے پیسے زیادہ رکھتے ہیں، میں اس کی detail آپ کے سامنے لے کر آؤں گا تا کہ اس ایوان اور عوام کو پتا چلے کہ حکومت کا اصلی چہرہ کون سا ہے، "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" یہ کرپشن کے حوالے سے سڑکوں پر جلسے اور جلوس کرتے رہے ہیں اور کہتے رہے ہیں کہ ہم پیٹ سے پیسا نکالیں گے اور سڑکوں پر گھسیٹیں گے۔اب انہیں کون گھسیٹے گا؟

جناب سپیکر!صفحہ نمبر335 آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ 15-2014،ایل ڈی اے بڑا چہیتا ادارہ جس کے اندر اپنے من پسند افراد جونیئر کیڈر کے لگا دیئے گئے اور جن کے ذریعے اربوں اور کھربوں روپے استعمال کئے گئے اور کرپشن کی گئی۔ایل ڈی اے کا دائرہ کار اس اسمبلی میں بل لا کر بڑھا دیا گیا، لاہور کو سانگلہ ہل، شیخوپورہ اور قصور تک بڑھا دیا گیا۔اس کی تمام ڈویلپمنٹ اس محکمے کے سپرد کر دی جائیں جس سے لاہور کی چار ڈویلپمنٹ سوسائٹی سبنھالی نہیں جاتیں، جہاں پر جوہر ٹاؤن کی آج تک فائلیں لے کر لوگ سڑکوں پر رُل گئے ہیں وہ سنبھالی نہیں گئیں، جوبلی ٹاؤن کے ایک چھوٹے سے ایریا کے اندر پوری ڈویلپمنٹ ہو کر لوگوں کو پلاٹ نہیں مل سکے اور اس کو پورے آدھے پنجاب کا حصہ دے دیا جائے؟

جناب سپیکر!صفحہ نمبر312 لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی unjustified payment without approval of job mix formula. 320.37 Billion یہ اتنی بڑی رقم ہے، 3 فیصد اس محکمے کا آڈٹ ہوا ہے، 97 فیصد آڈٹ تو ہوا ہی نہیں ہے۔اس 3 فیصد آڈٹ کے اندر ان پر اور اس ترقیاتی سکیم پر کتنا بڑا question mark ہے۔یہ ترقیاتی سکیم جو مختلف contractors کو دی گئی اس پر question mark ہے؟ اس پر جو آڈٹ کی observation ہے، اس کے مطابق:

> Weak supervisory and financial control resulting unjustified payment of Rupees 19 crore 92 lac 2 thousand 6 rupees.

جناب سپیکر!یعنی کہ میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ایل ڈی اے سے جوبلی ٹاؤن، جوہر ٹاؤن، اقبال ٹاؤن والی سکیمیں تو سنبھالی نہیں جا رہیں، آپ نے اس کو سارا کچھ دے دیا ہے، محکمہ مواصلات و تعمیرات کو پھر بند کر دیں۔ہمیشہ سے محکمہ مواصلات و تعمیرات یہ کام کرتا رہا ہے لیکن اس پر آپ کو اعتبار نہیں ہے۔جب اس محکمہ پر ہی اعتبار نہیں ہے تو اس کو بند کریں، ختم کریں تا کہ آپ ایل ڈی اے کو چلا سکیں۔ایل ڈی اے میں تو آپ 18 گریڈ کے آفیسر کو 21 گریڈ کی پوسٹ پر لگا دیتے

ہیں۔آپ اس کے ذریعہ سے اس کی موجیں کرواتے ہیں، خود بھی موجیں کرتے ہیں اور اسے بھی کرواتے ہیں۔ موجیں اس لحاظ سے کرواتے ہیں کہ یہ public money ہے، عوام کے پیسے ہیں،آپ کو کیا پرواہے،آنے دو خیر ہے،ہمارے کون سے اپنے ذاتی پیسے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے بعد صفحہ نمبر 314 پر non recovery of rent پر آ جائیں۔یہ ایک ایل ڈی اے کمپلیکس ہے اس میں 193.49 ملین روپے شامل ہیں۔ مجھے یہ بتانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے،اس کی reason یہ ہے کہ جس ادارے کے ذریعے آپ یہ سارا کچھ کر رہے ہیں، یہ ادارہ اورنج لائن ٹرین بھی بنا رہا ہے، میٹرو بس بھی بنا رہا ہے،لاہور کے تمام انڈر پاسز بھی بنا رہا ہے،لاہور کے فلائی اوور بھی بنا رہا ہے،لاہور کی تمام ڈویلپمنٹ کر رہا ہے کیونکہ لاہور کو 2035 میں آپ انٹر نیشنل نقشے پر دیکھنا چاہ رہے ہیں۔اس شہر کو جس شہر میں پینے کے لئے پانی بھی نہیں ہے،جہاں پر ایک گھنٹہ بارش ہو جائے تو کشتی کے ذریعے گزرنا پڑتا ہے،اس شہر کو آپ انٹر نیشنل سٹی بنائیں گے۔اس شہر پر پیسے خرچ کریں گے،اس شہر پر بے ترتیب پیسے خرچ کریں گے،اس منصوبے پر پیسے خرچ کریں گے جہاں اب تک اٹھارہ افراد اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔لگتا ہے کہ آپ کوئی کہوٹہ ایٹمی پلانٹ بنا رہے ہیں کہ جناب "کوئی گل نہیں قوم قربانیاں دے، کہوٹہ ایٹمی پلانٹ بن ریا اے انڈیا نے حملہ کرنا اے تے سانوں مضبوط ہونا چاہیدا اے" ایک اورنج لائن ٹرین کے لئے آپ اتنا کچھ کر رہے ہیں۔یہاں پر بس بھی چل سکتی تھی،اس کے لئے آپ نے 200- ارب روپے کا پراجیکٹ بنا دیا ہے۔آپ کہتے ہیں 50- ارب روپے کی میٹرو بس بنائی ہے، میں کہتا ہوں کہ یہی میٹرو بس ادھر بھی بنا لیتے۔اس طرح سے 150- ارب روپے کہیں اور استعمال ہو جاتے۔اس کے پیچھے کہانی کچھ اور ہے،اس کے پیچھے سٹوری اور ہے،آپ اس سٹوری کو دیکھیں،یہ بات زد عام ہے،جب آپ اورنج لائن ٹرین کے پراجیکٹ پر محکمہ کے بندوں سے ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ 484 کروڑ روپیہ اس میں سے کمیشن کمائی گئی ہے اور ٹھیکیدار نے دے بھی دی ہے۔اس میں پنجاب بنک کو استعمال کیا جا رہا ہے، پنجاب بنک کے ذریعے پیسے دلوائے جا رہے ہیں،ایگزم بنک سے تو پیسے بعد میں آئیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!اب میں صفحہ نمبر 317 پر آتا ہوں،یہ بھی ایل ڈی اے سے متعلقہ ہے،اس کے اندر بھی وہی الفاظ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے استعمال کئے ہیں۔

Weak supervisory and financial control resulting non recovery of Rupees 74 lac 12 thousand.

جناب سپیکر!اب میں ان سکیموں پر بات کروں گا جو ڈویلپمنٹ سے متعلقہ ہیں۔ میرے حلقہ کے اندر ایک سڑک ایل او ایس بنی ہے، اس کی جب ہم نے opening کی تو اس وقت وہ پراجیکٹ 57کروڑ روپے کا تھا لیکن اب وہی پراجیکٹ 475کروڑ روپے کا ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق جو کچھ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کہہ رہے ہیں وہ رپورٹ بھی سن لیں۔ ایل او ایس فیروز پور روڈ سے ملتان روڈ تک جو سڑک بنائی گئی ہے اس میں آپ نے overpayment کر دی ہے۔ ابھی میں اس کے ایک حصے کے متعلق بات کر رہا ہوں، اسی روڈ کے باقی حصے بھی ہیں، اس میں آپ نے 24.39ملین روپے کی overpayment کر دی ہے۔

جناب سپیکر!میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک پراجیکٹ جو 57کروڑ روپے سے شروع ہوا ہے اس کو آپ 475کروڑ روپے تک لے گئے ہیں۔ "اس کو کہتے ہیں گڈ گورننس، اس کو کہتے ہیں کرپشن سے پاک منصوبہ جات" اگر اس کو کہتے ہیں تو پھر انا اللہ وانا علیہ راجعون۔

جناب سپیکر!اسی طرح سے اس محکمہ کے حوالے سے بات ہوئی ہے کہ:

Overpayment due to sanction of incorrect rate analysis of Rupees 8.41 Million.

جناب سپیکر!یہ بھی ایل ڈی اے کی کارستانی ہے، ابھی تو میں نے محکمہ ایل ڈی اے پر بات کی ہے، ابھی ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے بھی آنا ہے، ٹیپا نے آنا ہے اور دانش سکول نے بھی آنا ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ آپ نے landmark کے طور پر دانش سکول کے بارے میں بڑے دعوے کئے تھے، آج وہ بھی سن لیں کہ دانش سکول کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اربوں روپے کی آپ نے اس میں کرپشن کی ہے اور یہ میں اس رپورٹ کے اندر انشاء اللہ بیان کروں گا۔

جناب سپیکر!اب میں صفحہ نمبر 325 کی طرف آتا ہوں، یہی overpayment جس کے متعلق میں نے آپ کو بتایا ہے، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس میں بھی 22لاکھ 83ہزار 688روپے اس میں بھی دیئے گئے ہیں۔ اب "ٹیپا" کی باری آ گئی ہے جو کہ ایل ڈی اے کا ایک ذیلی ادارہ ہے اور اس ذیلی ادارے میں "پنجابی میں کہتے ہیں کہ انی ڈالی ہوئی ہے" وہ سن لیں کہ کس طرح سے اس نے "انی ڈالی ہوئی ہے"۔ ٹریفک انجینئرنگ پلاننگ ایجنسی جس کو ہم "ٹیپا" بولتے ہیں اس میں صفحہ نمبر 331 پر لکھا ہوا ہے کہ:

Non recovery of imbalance rate Rupees 372.92 Million.

جناب سپیکر! یہ معمولی سی رقم ہے، غریب عوام جو کہ چائے کی پتی پر بھی ٹیکس دیتی ہے، دودھ پر بھی ٹیکس دیتی ہے بلکہ جو ہر چیز پر ہی ٹیکس دیتی ہے، یہ تو ایک چھوٹی سی amount ہے، میرے خیال میں اتنی بڑی amount نہیں ہے، میرے خیال میں اسے تو discuss بھی نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ non recovery ہے، یہ بات establish ہوئی ہے کہ اس نے غلط کام کیا ہے۔ اس کے بعد میں Construction of Signal Free Junction کی طرف آؤں گا، قینچی، غازی روڈ سڑک کی میں بات کر رہا ہوں۔ سگنل فری کا ایک نیا لفظ آیا ہے، سگنل فری کا یہاں پر مطلب ہے کہ کرپشن کو سگنل فری طریقے سے گزار دو تاکہ کہیں پر بریک نہ لگے اور پتا بھی نہ چلے اور گولی کی طرح چلی جائے، پار ہو جائے اور end میں جس کو ملنی ہے مل جائے۔ اس کو کہتے ہیں سگنل فری منصوبہ جات۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ "سیلفیاں" بنا رہی ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! انہوں نے "سیلفیاں" بنانی ہیں یا پھر پیسے بنانے ہیں۔

MR SPEAKER: No, no please. Order please.

آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹیپا کے متعلق میں بات کر رہا تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹیپا کے حوالے سے میں عرض کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز۔ پھر کل والا کام ہو جائے گا، پھر ٹھیک رہیں گے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 332 پر 11 کروڑ 24 لاکھ 86 ہزار 259 روپے کی بات کی گئی ہے جس کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ TEPA نے زیادہ payment کر دی تو اس لئے recovery بنتی ہے لیکن اس نے recovery نہیں کی یہ TEPA کی کارستانی ہے جو آپ کے سامنے بیان کی جا رہی ہے۔ TEPA کی اگلی کارستانی Construction of alternate route to Circular Road from new Azadi Chowk to Masti Gate واقعی حکومت میں بڑی مستی ہے اور اسی مستی کی بناء پر یہاں بھی 73 لاکھ روپے کا زیاں کر دیا گیا ہے۔ کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے غریب عوام کا پیسا ہے انہیں کوئی پروا نہیں ہے۔ آگے پھر وہی signal free منصوبہ اس signal free منصوبے کے تحت یہاں پر صرف 2 کروڑ 55 لاکھ 85 ہزار 141 روپے بھی non recovery کے طور پر 2014-15 کے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ حکومت کو 3 کھرب اور اتنے پیسے دے دیئے جائیں۔ کیا آڈٹ کی

اس کتاب کے مطابق ان کو ایک روپیہ بھی دینا چاہیئے؟ ان کو تو ایک ٹکا نہیں دینا چاہیئے اور اسمبلی کے پاس آئیں تو انہیں کہنا چاہیئے sorry۔

جناب سپیکر! یہ کسٹوڈین نہیں، یہ تو ڈکیتی اور چوری کی مد میں پیسے کما رہے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ پھر سگنل فری جنکشن قینچی جو لاہور سے باہر کے سرائیکی بیلٹ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں ہم جنوبی پنجاب کے لوگ کہتے ہیں وہ بے چارے سن رہے ہوں گے کہ ایک سگنل فری روڈ بننے میں اربوں روپے کی کرپشن ہے تو اس کے لئے بجٹ کتنا رکھا گیا ہوگا؟ یعنی اس بجٹ میں سے یہ کرپشن ہے۔ یہ بھی قینچی کا جنکشن ہے جو خیرا تک ہے اس پر بھی 3.8 ملین روپے لگا دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 336 پر سگنل فری جنکشن قینچی غازی روڈ یہاں پر 37 کروڑ 15 لاکھ روپے، پھر سگنل فری قینچی غازی روڈ یہاں پر بھی محکمے کی کارستانی اور کرپشن سامنے آ گئی اور یہاں پر 2 کروڑ 91 لاکھ 899 روپے کی overpayment کر دی گئی۔ ہم ابھی ڈویلپمنٹ کے اس حصے کو touch کر رہے ہیں جو سکیمیں آپ ایل ڈی اے کے ذریعے execute کروا رہے ہیں، ہم ابھی ان محکمہ جات کی طرف نہیں آ رہے جن کا آپ نے ڈویلپمنٹ کا بجٹ دوسرے محکموں کو بھی دیا ہوا ہے۔ ابھی تو آپ کے چہیتے محکمہ جس کی کرپشن کی ہوا پر بیٹھ کر آپ زور سے پورے پنجاب میں چلتے پھرتے ہیں اس کی بات ہو رہی ہے کہ اس کے اندر دیکھ لیں کہ کیا ہوا ہے؟ پھر آگے سگنل فری جنکشن قرطبہ چوک فیروز پور روڈ سے لاہور یہاں بھی انہوں نے 6 کروڑ 43 لاکھ 7525 روپے کی overpayment کی ہے۔

جناب سپیکر! اب صفحہ نمبر 339 پر construction of alternate route to Circular Road new Azadi Chowk یہاں پر بھی صرف 3 کروڑ 65 لاکھ 7186 روپے کی معمولی سی رقم کی overpayment کی گئی ہے، یہ تو وزیراعلیٰ اپنی جیب سے بھی دے سکتے ہیں۔ پھر آگے سگنل فری قرطبہ چوک ہے آپ اس چیز کو دیکھ لیں اور سارا ایوان دیکھ لے کہ ایک روڈ پر، ایک arched پر کتنی amount کے کتنے paras generate ہوئے ہیں؟ یہاں پر بھی صرف 2 کروڑ 23 لاکھ 9814 روپے overpayment ہوئی ہے۔ کوئی چکر ہی نہیں ہے غریب عوام کے تھوڑے سے پیسے ہیں۔

جناب سپیکر! پھر آگے صفحہ نمبر 342 پر Construction of Signal Free junction قینچی غازی روڈ اور خیرا ہے اس پر بھی تھوڑے سے پیسے ہیں 4 کروڑ 42 لاکھ 40 ہزار 625 روپے overpayment ہوئی اور کچھ نہیں ہوا۔ ٹھیکیدار کو معاف کر دیں بے چارے نے ایسے ہی لے

لی ہو گی، وہاں کے ڈی جی یاTEPA کے انچارج یا کسی ایکسیئن سے بھول چوک ہو گئی ہو گی معاف کر دیں اور یہ رقم پاس کر دیں ایسے ہی اپوزیشن فضول میں لگی ہوئی ہے۔ ان کو پیسے دے دینے چاہئیں تاکہ بے چارے موج کریں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر343 پرConstruction of Signal Free Qainchi آپ اندازہ کر لیں کہ یہ ہو کیا رہا ہے یہ 97 فیصد آڈٹ نہیں بلکہ صرف تین فیصد آڈٹ ہے۔ یہ عوام کے حقوق پر قینچی ہے اور یہ اس کی جیب پر قینچی ہے اور یہاں پر بھی کچھ نہیں ہوا بلکہ صرف 2 کروڑ68 لاکھ 7925 روپے کی معمولی سی رقم کیoverpayment ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! شیخوپورہ میں ہاکی سٹیڈیم بنایا اس میں جوweak supervisory and financial control resulted in undue financial benefit to the contractor میں اس لفظ کوstress کروں گاundue financial benefit to the contractor صرف10 کروڑ6 لاکھ 12 ہزار ہے۔ (حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر! 10 کروڑ کی کیا حیثیت ہے اتنا کرایہ تے اساں رمضان بازار وچ لگیاں مارکیاں(marquees) دا دے دتا اے، کی ہو گیا اے۔ انہاں دا72 کروڑ روپیہ بل بنیا اے جب عوام آئے گی تے کم از کم پنج دس پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ اتھے رہے گی۔ کئیاں نے اتھے پھٹیاں تے بستر لائے ای نیں، اتھے ہی سو رہندے نیں اور کہندیں نیں چلو روزہ تے ٹھنڈا لنگے گا گھر تے بجلی ہے نہیں، انڈسٹری میں بجلی نہیں اے اوہ اُتھے ہی بستر پا کے ستے ہوندے نیں۔ اخبارات اور نجی چینلز کی رپورٹ کے مطابق وہاں صرف72 کروڑ روپیہ لگنا ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر344 پرTEPA کی طرف سے پیرا آیا ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ loss due to sanction of incorrect rate analysis اور وہ صرف64.36 ملین روپے ہیں یہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے دے دی جائے، ان کو معاف کر دی جائے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر345 اور346 پرTEPA کی اگلی کارستانی ہےconstruction of alternate route to Circular Road، سرکلر روڈ اور قینچی کافی آ رہے ہیں اس پر بھی کوئی زیادہ نہیں جو آڈٹ میں لکھا ہے وہ10 ملین روپے کے قریب ہے یہ بھی اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ اتنے امیر خزانے ہیں ذخائر نکل آئے ہیں پچھلے دنوں لوہے کے خزانے نکلے تھے وزیر اعلیٰ نے ادھرvisit کیا اور کہا کہ اب کشکول توڑ دیں گے۔ مجھے بتائیں کہ کیا آپ نے اس میںamount رکھی تھی؟ پہلے آپ کا

کشکول دو میٹر کا تھا اور اب تین سو کلو میٹر کا ہو گیا ہے۔ یہ کشکول سیدھا چائنا تک جا رہا ہے۔ اب یہ کشکول زیادہ مضبوط بنا ہے جس میں اچھی قسم کا سریا، بجری اور سیمنٹ استعمال کیا گیا ہے۔ اب یہ ٹوٹے گا نہیں، انشاءاللہ یہ قوم اسی طرح مانگتی رہے گی اور حکمرانوں کا پیٹ پالتی رہے گی۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر347 پر Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road. یہ پھر قینچی آ گیا ہے۔ کوئی زیادہ amount نہیں ہے بلکہ صرف 40911348/ روپے ہیں۔

جناب سپیکر! آگے صفحہ نمبر348 پر Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road اور اس کے اُوپر صرف-/30423361 روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر349 پر Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road and peripheries. پھر دوبارہ قینچی اور یہاں پر-/30004601 روپے کی بدعنوانی ہوئی ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ آپ نے public money کا loss کیا ہے۔ آپ نے عوام کے پیسوں کا نقصان کیا ہے۔ یہ اپوزیشن کی نہیں بلکہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے۔ اس کے باوجود آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی ہمارا پیٹ نہیں بھرا اس لئے ہمیں مزید 4 کھرب روپے دے دیئے جائیں۔ آپ پہلے پچھلا حساب دیں پھر آپ کو مزید پیسے بھی دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر349 پر Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road and peripheries. اس میں تین کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم خُورد بُرد ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر350 پر Undue financial aid to the contractor due to imbalance rate اس میں 38.29 ملین روپے غلط طور پر دیئے گئے ہیں۔ یہ alternative route to the Circular Road from Azadi Chowk to Musti Gate. کا منصوبہ تھا۔ پتا نہیں کیا وجہ ہے کہ یہاں پر مستی بڑی ہے اور یہاں پر مستی کا لفظ بار بار آ رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال کی آڈیٹر جنرل
کی رپورٹ والی کتاب ڈیسک سے نیچے گر گئی)

جناب سپیکر: اچھا ہوا کہ یہ گر گئی ہے کیونکہ آپ بجٹ کی طرف تو آ نہیں رہے بلکہ صرف یہ آڈٹ رپورٹ پڑھ رہے ہیں۔ یہ کتاب تو اسمبلی میں موجود ہے اور سب اسے پڑھ سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس رپورٹ کو کیوں نہ پڑھوں، کیا میں لیلا مجنوں، ہیر رانجھا، سسی پنوں یا شیریں فرہاد کی کہانی سُنا رہا ہوں اور کیا یہ کتاب میں نے لکھی ہے؟ یہ اسمبلی کی کتاب ہے اور اسمبلی کی طرف سے ہمیں دی گئی ہے۔ یہ کتاب مجھے اسمبلی کی طرف سے دی گئی تھی اور میں اسے گھر لے کر گیا اور پڑھتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ relevant رہ کر بات کریں۔ آپ تو آڈیٹر جنرل کی آڈٹ رپورٹ پڑھ کر سُنا رہے ہیں۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ بہر حال آپ پڑھتے جائیں۔ ہمیں کیا ہے آپ کا اپنا ہی وقت ضائع ہو گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! تھوڑا سچ بھی سُن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کل گیارہ بجے تک کا وقت ہے اور کل گیارہ بجے میں نے گلوٹین اپلائی کر دینی ہے اس لئے آپ اپنا وقت جیسے مرضی استعمال کریں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ relevant رہ کر بات کریں۔ میاں صاحب! یہ Audit Paras جس کمیٹی کو refer ہوئے ہیں اس کے آپ بھی ممبر ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب نے ابھی یہ بات آپ کو بتائی ہے۔ ان کی بڑی مہربانی۔ یہ بات سُن لیا کریں انہیں لقمہ دینے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ میں کمیٹی کا ممبر ہوں تو کیا کوئی گناہ کر لیا ہے؟ مجھے اس کمیٹی کا ممبر آپ لوگوں نے ہی بنایا ہے۔ آپ مجھ سے یہ ممبر شپ واپس لے لیں۔ مجھے اس کمیٹی سے نکال دیں۔ آپ مجھے کمیٹی سے تو نکال دیں گے لیکن یہ کتاب تو میرے پاس ہی رہے گی۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کو وہاں سے نکالنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ صرف relevant رہ کر بات کریں۔ اس وقت تک آپ نے بجٹ کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں جس کا ذکر کر رہا ہوں یہ سارا بجٹ ہی ہے۔ صفحہ نمبر 355 پر ٹیپا کے حوالے سے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ ہے۔ یہ Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road and peripheries ہے اور اس میں بھی

-/30089391روپے غلط طور پر دیئے گئے ہیں جس کی نشاندہی آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے اپنے Audit para میں کی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح صفحہ نمبر357پر Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Roadکا ذکر ہے۔یہاں پر بھی -/19204785روپے غیر قانونی طور پر دیئے گئے۔

جناب سپیکر! اگلا صفحہ نمبر358ہے اس میں over-payment due to high rate of machineryکا ذکر ہے۔یہ ٹھیکہ ٹیپا نے high rate پر الاٹ کیا۔ چونکہ ان کا ٹھیکیدار بہت غریب ہو گیا تھا اور انہوں نے کہا کہ اس کو ٹھیک کرنا ہے لہٰذا سڑک کی بجائے انہوں نے ٹھیکیدار کو ٹھیک کر دیا حالانکہ ٹھیکہ تو سڑک ٹھیک کرنے کا دیا گیا تھا لیکن اس رقم سے ٹھیکیدار ٹھیک ہو کر گھر چلا گیا اور غریب عوام کے ٹیکسوں کے پیسے ضائع کر دیئے گئے۔یہ بھی alternative route to Circular Road from Ghazi Chowk to Musti Gate.کا منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر! آگے صفحہ نمبر359پر -/29118500روپے کی رقم بتائی گئی ہے اور یہ Construction of Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Road and peripheriesکے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر360ہے۔یہ Signal Free Junction at Qainchi Ghazi Roadکی سکیم ہے۔یہاں پر بھی قریباً -/1399584روپے کی overdue paymentکی گئی ہے۔ محکمہ کا سپروائزری رول کمزور ہونے کی وجہ سے غریب عوام کو یہ ٹیکہ لگا ہے اور عوام کے ٹیکسوں کے پیسے ناجائز طور پر دے دیئے گئے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر361پر 3.14 ملین روپے کی non recovery costظاہر کی گئی ہے اور ٹھیکیدار کو ڈویلپمنٹ کی مد میں یہ پیسے دیئے گئے تھے۔آگے صفحہ نمبر362پر unjustified paymentکا ذکر کیا گیا ہے۔آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے کہا کہ آپ اتنی unjustified paymentکر چکے ہیں یعنی 2.56 ملین روپے کی payment without the approval of the GMFکی گئی ہے۔یہ بھی ٹیپا کا ایک کارنامہ ہے جو کہ یہاں پر بیان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد rehabilitation and improvement of MM Alam Road from Hussain Chowk to Main Boulevard Gulberg.کا منصوبہ ہے۔اس منصوبے کے لئے محکمہ نے غیر قانونی طور پر ادائیگی کر دی۔اس کا آڈٹ پیرا بنا اور اب

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ٹھیکیدار کے پیچھے پیچھے ہے۔ اسمبلی دیکھ رہی ہے گورنمنٹ نے پیسے دے دیئے ہیں۔ کسی ایک افسر کے خلاف حکومت نے اپنے تئیں ایکشن لیا ہے تو وہ بتا دے اور یہاں پر بھی صرف 6 کروڑ 61 لاکھ 47 ہزار 90 روپے ہیں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 364 پر انہوں نے کہا ہے کہ The Directorate Engineering Construction, TEPA نے ٹھیکیدار کو اپنا کام award کیا اور وہ Construction of Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road کا ٹھیکہ دار ہے اور اس کی amount بھی صرف 76 لاکھ روپے ہے۔ پھر اسی صفحہ نمبر 364 پر یہی بات کی گئی کہ Construction of Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road وہ بھی چھوٹی سی amount دی گئی ہے کوئی اتنی بڑی نہیں ہے وہ ایک کروڑ 17 لاکھ 6 ہزار 431 روپے ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر 365 پر انہوں نے پھر ایک amount دی ہے جس کی heading ہے Overpayment due to obligation of higher rate of welding plant Rs. 1.38 million اور یہ amount بھی خوش قسمتی سے Construction of Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road کے لئے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم صفحہ نمبر 366 پر آئیں تو اس پر 4 لاکھ 33 ہزار 663 روپے کی یہ amount دی گئی ہے یہ بھی Construction of Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road ہے۔ اس کے بعد صفحہ نمبر 367 پر TEPA کا نیا کارنامہ اور story وہی پرانی ہے یعنی Signal Free Junction at Qainchi, Ghazi Road کتنی amount آپ کو بتائی جائے کہ یہ بھی Qainchi کی ہے۔ چلیں، اب ہم اس کو تھوڑا سا cut کرتے ہیں اور میں باقی pages نہیں پڑھتا لیکن ایک بڑا من پسند شعبہ جس کی طرف پچھلے تین چار سال سے حکومت کی بہت توجہ ہے جس میں غریب عوام کو پڑھانے کی باتیں ہوتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہماری حکومت دانش سکول بنا رہی ہے تو اُس کے بارے میں بھی تھوڑی سی کارستانی آپ سُن لیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ اُن کے پیسے کے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ ایک دانش سکول کے اندر 200 بچہ پڑھے گا اور اُسی ضلع کے

اندر باقی پانچ ہزار سکول facilities missing کے حوالے سے ایسے ہی پڑے ہوئے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہم نے 200 بچہ تیار کر لیا ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 521 کے اوپر دانش سکول کے حوالے سے میں یہ بات آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ یہ معزز ایوان اُس کو سُن لے۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر! میں اب اُس پہلو کی طرف آنا چاہ رہا ہوں جس کے اوپر specially Auditor General کی جو رپورٹ ہے اور دانش سکول کے اوپر جو پیسے لگائے گئے ہیں اور اُس سے پہلے بجٹ تقریر کے اندر صفحہ نمبر 8 ہے میں وہ پہلے پڑھنا چاہوں گا تاکہ اس کے تناظر میں ان پیراجات کو ضرور دیکھا جائے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ یہاں پر جو بات کی گئی ہے اُن کی reflection حکومت کے اداروں کے ذریعے جب اُس فنڈ کو استعمال کیا گیا تو وہ کس طرح سے ہمارے سامنے آئی تو وہ یہ ہے۔ یہ بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر کا پوائنٹ نمبر 23 ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے فرمایا کہ آج پنجاب کے طول و عرض میں قائم 14 دانش سکول فروغِ تعلیم کے جذبے سے اُس محروم طبقے کے طلباء و طالبات کو جدید معیاری تعلیمی سہولیات فراہم کر رہے ہیں جن کے لئے معیاری تعلیم کا حصول ایک خواب سے کم نہ تھا۔ آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں ضلع بھکر اور تونسہ ضلع ڈی جی خان جیسے دُور دراز پسماندہ علاقوں میں چار مزید دانش سکول قائم کرنے کے لئے 3۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے ساتھ ساتھ ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی میں طلباء وطالبات کے لئے زیر تعمیر دو دانش سکولوں پر تیزی سے کام ہو رہا ہے آج جن پر تیزی سے کام ہو رہا ہے اُن کی رپورٹ میں آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے حکومت کا چہرہ ہمارے سامنے رکھا ہے کہ یہ کس طرح سے پیسے استعمال کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ جو کہہ رہے ہیں اس کی ایف آئی آر درج ہے یا صرف رپورٹ ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ کام ایف آئی آر سے کم تو ہے نہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر کوئی غریب آدمی چوری کرے تو اُس کو آپ اندر کرا دیتے ہیں اور اگر حکمران اربوں کھربوں روپیہ لوٹ کر باہر کے ملکوں میں بھیج دیں تو کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات پوری کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے بات شروع کی ہے میں نے تو کی ہی نہیں۔ میں تو سیدھی سیدھی یہ کتاب پڑھ رہا ہوں۔ آپ کی حکومت نے ماڈل ٹاؤن میں 17 بندے مار دیئے وہاں ایف آئی آر نہیں ہوئی تو یہاں کیا ہونی ہے اور آپ خود ہی بات چھیڑ لیتے ہیں میں نے تو نہیں چھیڑی؟ میں صفحہ نمبر 12 کا وہی شعر پڑھ دیتا ہوں جو محترمہ وزیر خزانہ نے پڑھا تھا:

امن ملے تیرے بچوں کو اور انصاف ملے
چاندی جیسا دُودھ ملے اور پانی صاف ملے

جناب سپیکر! یہاں پر پینے کو صاف پانی کیا؟ ماڈل ٹاؤن میں دن دہاڑے 17 قتل ہو گئے اُنہیں آج تک انصاف نہیں ملا تو چاندی ملے، دُودھ ملے تے فلاں ملے تے ڈھمکاں ملے، یہ کہاں ملے گا جناب؟

جناب سپیکر! دانش سکول کے ترقیاتی بجٹ کے لئے جو پیسے مانگے گئے ہیں اُس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ یہاں پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ 15-2014 کی ہے جو پچھلے سال ہم نے پیسے استعمال کئے ان کی رپورٹ کے مطابق صفحہ نمبر 521 پر ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بجٹ 17-2016 کا ہے اور آپ رپورٹ 15-2014 کی پڑھ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ جو پچھلے پیسے مانگ رہے ہیں۔ پچھلے کا حساب دیں گے تو آگے لیں گے۔ یہ کون سی logic ہے۔ Irregular award of work without administrative approval TSC صرف 224 ملین ہے۔ اس میں کیا کیا ہے کہ جو بورڈ آف گورنرز دانش سکول ڈیرہ غازی خان کے حوالے سے ہے وہاں پر اسی پیرا کے اندر مزید breakup دیا گیا ہے اور weak supervisory roles بیان کئے گئے ہیں وہ 21 کروڑ 12 لاکھ روپے کئے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ:

> Work was allotted to the contractor for the Rupees of 212.336 million without administrative approval TSC and advertising on PPRA website.

اس میں technical sanction نہیں دی گئی اور PPRA Rules کو follow بھی نہیں کیا گیا۔ آپ جب کوئی بڑا منصوبہ کرنے جارہے ہیں تو لازمی بات ہے کہ آپ پر اس سے زیادہ بڑی ذمہ داری آتی ہے کہ آپ آئین اور قانون کو follow کریں۔ اگر حکومت اس کو follow نہیں کرے گی تو پھر جو اس شہر،

صوبہ یا ملک کا عام شہری ہے وہ اس قانون کو کیا follow کرے گا؟ یہ بہت بڑی amount ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ اور حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ان کی طرف پڑی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! دانش سکول جو میانوالی میں دیا گیا ہے اس میں بھی تقریباً 9 کروڑ 55 لاکھ 4 ہزار ایک سو روپیہ کی اسی طرح انہوں نے same violation کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ:

> Without open advertisement on the PPRA website and in the print media for fair competition and transparency in violation of the Public Procurement and Financial Rules.

اس کو انہوں نے violate کیا ہے اور جس کی بناء پر عوام کے پیسے کا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ دانش سکول کا کہتے ہیں کہ راتوں رات بنادیں اور باقی سکولوں میں جہاں چار دیواری نہیں، پینے کا پانی نہیں، چھت نہیں، استاد نہیں اور بیٹھنے کو فرنیچر نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ drop out ratio بہت زیادہ ہے۔ یہ تمام چیزیں میرے پاس موجود ہیں جب ایجوکیشن پر بات ہوگی تو میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ اسے بیان کر سکوں۔ جس دانش سکول کے لئے آپ پیسے مانگ رہے ہیں۔ وہاں پر تو کرپشن ہو رہی ہے۔ یہ تو کرپشن کا منبع ہے۔ اس رپورٹ کے صفحہ نمبر 523 پر جاتے ہیں تو اس کے اندر بھی وہ کہتا ہے کہ آپ نے جو راجن پور کے اندر دانش سکول بنایا ہے اس کے اندر آپ نے PPRA Rules کو

> Without open advertisement on the PPRA website and the print media for fair competition and transparency in violation of Public Procurement and Financial Rules.

اس کو بھی آپ نے violate کیا۔ آپ نے اتنی بڑی رقم ان کے ذریعے استعمال کرائی ہے۔ خادم اعلیٰ صاحب کے ویسے تو روزانہ کی بنیاد پر میرے خیال میں پانچ دس اشتہار تو آتے ہی ہیں تو یہ بھی چھوٹا سا اشتہار دے دینا تھا تاکہ کم از کم آڈٹ کا منہ تو بند ہو جاتا۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس میں participate کرنا چاہتے تھے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ جو حکم کریں گے تو ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ آپ کسٹوڈین ہیں۔ آپ جو کہیں گے ہم آپ کی بات سنیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پھر پنجاب دانش سکول ڈیرہ غازی خان کی payment ہے وہ بھی اسی طرح کی گئی اور کہا گیا کہ weak supervisory and financial control ہے اور irregular payment of Rs. 15,44,323. ہے وہ بھی دانش سکول کی مد میں ضائع ہوئے۔ دانش سکول کا ہم یہ نہیں کہتے کہ نہ بنائیں آپ دانش سکول ضرور بنائیں ہم support کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان سکولوں کو بھی دیکھیں جو اس کے گردونواح میں سہولیات سے محروم ہیں۔

جناب سپیکر: جب ایجوکیشن پر کٹوتی کی تحریک آئے گی تو اس پر بات کریں گے تو آپ اس وقت اس پر بات کیجئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ڈویلپمنٹ کے پیسوں کی بات کر رہا ہوں۔ آپ تعلیم میں جو ڈویلپمنٹ کر رہے ہیں اس حوالے سے بھی تو بات کرنی ہے۔ صفحہ نمبر 524 پر کہا گیا کہ:

> Irregular payment due to the execution of work beyond approved scope Rs. 189.36 million.

جناب سپیکر! یہ تھوڑی سی رقم ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ راجن پور میں ہوا، پھر ڈیرہ غازی خان میں ہوا۔ اسی مد میں 189.36 ملین payment کر دی گئی اور ہم نے PPRA اور دوسرے rules کو follow نہیں کیا۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 526 پر بھی دانش سکول کے حوالے سے ہی بات کی جا رہی ہے اور دانش سکول کے جو بورڈ آف گورنرز آپ نے بنائے ہوئے ہیں۔ آپ جس ضلع میں بھی اور جس جگہ پر بھی بورڈ آف گورنرز بناتے ہیں اور ڈی سی او صاحبان جو چیئرمین ہوتے ہیں اور ان میں جو بھی سرکاری افسران ہیں تو میری آپ سے درخواست ہے کہ کم از کم اس کتاب کی بنیاد پر ہم ان سے یہ تو سوال کر سکتے ہیں کہ آپ کے پاس جب اتنا ڈویلپمنٹ کا بجٹ آیا تو آپ نے اس بجٹ کو PPRA Rules اور جو حکومت کی direction ہے اس کو آپ کیوں follow نہیں کر رہے؟ اس کے لئے تو ایک فون کال ہے جو Chief Executive of the Province کی طرف سے محکمہ کے انچارج سیکرٹری یا دوسرے بندے کے ذریعے ان سے جواب طلب کر سکتے ہیں۔ اب ان کی نااہلی کی وجہ سے آپ دیکھ لیں کہ مزید 50 کے قریب پیراجات ہیں جو میں نے پڑھنے ہیں۔

جناب سپیکر! روجھان میں دانش سکول بن رہا ہے تو وہاں کے باقی سکولوں کو بھی ٹھیک کر لیں۔ آپ نے روجھان میں بھی یہ معاملہ کیا اور وہاں پر 6 کروڑ 54 لاکھ ایک ہزار 243 روپے کا گھپلا ہوا اس کو

بھی دیکھا جائے۔اس کے بعد صفحہ نمبر527 پر آپ کو دیکھنا پڑے گا کہ ڈیرہ غازی خان کے اندر کیا ہوا ہے۔یہاں پر irregular payment due to non-preparation production of rate analysis Rupee 176.32 million. کا ہوا ہے۔اس میں صرف ڈیرہ غازی خان میں جو measure کی payments کی گئی ہے وہ 17 کروڑ40 لاکھ 98 ہزار روپے ہے۔آڈٹ کہتا ہے کہ یہ غلط کی گئی ہے۔جب آڈٹ یہ کہتا ہے کہ اپریل 2014 میں irregularity ہوئی ہے جو سامنے لائی گئی ہے۔آڈٹ پیرا آگے کیا کہتا ہے کہ میں سپیکر صاحب کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ آڈٹ پیرا والے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کہتے ہیں کہ The authority did not reply

جناب سپیکر!اس سے آگے دانش سکول حافظ آباد ہے وہاں پر بھی 13 لاکھ 41 ہزار 997 روپے کا گھپلا کیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر 528 پر دانش سکول ڈیرہ غازی خان کی دوبارہ بات ہوئی ہے اس میں Weak supervisory and financial control resulted in undue financial benefit to the contractor ٹھیکیدار کو ان ریٹس کی بنیاد پر محکمہ کی ملی بھگت سے جو غیر ضروری آپ نے فائدہ پہنچایا ہے وہ صرف ایک کروڑ 63 لاکھ روپے ہے۔اسی طرح آپ نے مظفر گڑھ میں دانش سکول کی بنیاد رکھی تو آپ بنیاد رکھتے جا رہے ہیں اور سرکاری افسران آپ کی بنیادوں کو، اس قوم کی بنیادوں کو، اس صوبہ اور اس متعلقہ ڈسٹرکٹ کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں اور آپ اس کی طرف دھیان نہیں کر رہے۔ دانش سکول مظفر گڑھ میں ایک کروڑ 21 لاکھ 2 ہزار 118 روپے کا وہاں پر آڈٹ پیرا بنا اور اتھارٹی نے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے کہنے پر بھی آج تک اس کا جواب نہیں دیا، کتنی منہ زوری ہے اس ضلع کی DCO ship کہ وہ متعلقہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان جو ان کی کمیاں کوتاہیاں ان کے سامنے لے کر آ رہا ہے اور وہ ان کو بھی جواب دینے کے لئے سامنے نہیں آ رہی ہے۔اسی طرح دانش سکول فیصل آباد کی بات ہے اس بارے میں جو آڈٹ پیرا آیا ہے اس میں بھی 49 لاکھ 44 ہزار روپیہ اسی طرح سے ضائع کیا گیا اور overpayment کی گئی ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔جہاں پر PPRA کے rule کو follow نہیں کیا جا رہا ہے، جہاں پر technical sanction کے بغیر work award کر دیا جاتا ہے اور expect یہ کیا جاتا ہے کہ اب کسی کو پتا نہیں چلے گا لیکن اگر وہ صرف اس 3 فیصد کے شکنجے میں آ ہی گیا ہے تو کم از کم اس 3 فیصد کے volume پر ہی عملدرآمد کر لیں اگر 97 فیصد کا بھی آڈٹ ہو گیا تو پھر کیا ہو گا پھر میرا خیال ہے کہ پورے کے پورے کمرے آڈٹ پیرا سے بھر جائیں گے اور اس کے مطابق چلیں گے اور یہ تو ابھی صرف 3 فیصد ہے۔ حافظ آباد میں 34 لاکھ

75ہزار روپے کی کنٹریکٹر کو جو payment کی گئی وہ illegal کی گئی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ یہ paras جب ایک دوسری اور تیسری meetings میں discuss ہوتے ہیں تو پھر تین تین، چار چار، پانچ پانچ، چھ چھ اور سات سات سال انہی paras پر بات ہوتی ہے۔ Why not کہ پہلے اس چیز کو دیکھ لیا جائے اور اس کو اچھے انداز میں کر لیا جائے تاکہ گورنمنٹ کا جو اپنا supervisory role بنتا ہے وہ اس کو بہتر انداز میں redefine کرلے اور اس کے مطابق check and balance کو بہتر کر لیا جائے۔ پراجیکٹس ضرور کریں لیکن not at the cost of corruption کہ آپ کرپشن کے لئے ہی سب کچھ کریں۔ یہ بھی بہت زبردست چیز ہے جو کہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہ رہا ہوں۔ ڈی جی خان سے دانش سکول کے حوالے سے کہ جہاں پر 3 کروڑ 11 لاکھ 95 ہزار 437 روپے کا آڈٹ پیرا بن کر آیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہاں پر PPRA کے rule کو follow نہیں کیا گیا اور انہوں نے غلط payment کی ہے non recovery of compensation charges due to non completion of Rs: 18.63 million یہ اتنی بڑی رقم ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی ہمیں دیکھنا چاہئے تھا کہ ڈی جی خان میں جو آپ کا DCO بیٹھا ہوا ہے، حکومتی نمائندہ بیٹھا ہوا ہے، بیوروکریسی بیٹھی ہوئی ہے یا جو بھی آدمی بیٹھا ہوا ہے اس نے بورڈ آف گورنرز کے اندر ان rules کو کیوں follow نہیں کر رہا جس کی وجہ سے اتنی بڑی discrepancy سامنے آئی ہے، یہ کیوں آئی ہے، اس کو کیوں نہیں وہاں پر دیکھا گیا کیا حکومت نے بورڈ آف گورنرز کے جو آدمی ہیں ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا اور ان کو پکڑا ہے؟ ان سے پوچھا ہے کہ حکومت نے جو rules بنائے ہیں ان rules کو follow کرتے ہوئے آپ ہر چیز کریں۔ آپ tendering کریں یا جس کو آپ نے کوئی چیز دینی ہے جو آپ کا scope ہے جو work کا scope ہے اس کے مطابق award work کر رہے ہیں تو ان چیزوں کو آپ کیوں نہیں follow کر رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ یہ ایک Performa type بنا کر ان کو ضرور بھیجا جانا چاہئے اور ان سے جواب طلب بھی کرنا چاہئے۔ حافظ آباد میں بھی 69 لاکھ 2 ہزار 48 روپے کا مسئلہ دانش سکول کے حوالے سے آیا ہے جس کا بڑا پرچار کیا جا رہا ہے کہ پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب۔ یہ [**************]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے جو کہ انہوں نے remarks دیئے ہیں کہ دانش سکول کا کرپشن کی طرف ایک قدم ہے لہٰذا یہ آپ کی بات مناسب نہیں ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صفحہ نمبر534 پر undue financial benefit to contractor۔ آپ دیکھیں کہ جو آڈیٹر کی رپورٹ ہے اس میں وہ جو wording use کرتے ہیں تو اس wording کو finance کی جو بھی terms ہیں ان کے مطابق جب وہ یہ کہہ رہا ہے undue financial benefit to the contractor تو اس چیز کو ضرور دیکھا جائے کہ اس کی مد میں 12.70 ملین روپے اس کو دے دیئے گئے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو ہمیں check کرنے اور دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ڈی جی خان کے پیراجات میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ اسی طرح راجن پور میں ایک کروڑ 7 لاکھ 25 ہزار 302 روپے کی زائد payment کی گئی ہے۔

> Irregular payment of the price variation beyond the contingencies Rs 10.26 million

جناب سپیکر! یہاں پر بھی ڈیپارٹمنٹ کا weak supervisory role ہے تو یہاں پر بھی انہوں نے اپنا weak supervisory role دکھایا ہے اور extra payment کی ہے۔ اسی طرح non schedule item کے بارے میں ڈی جی خان دانش سکول کا بورڈ وہاں فنانس ڈیپارٹمنٹ نے جو ایک certain rules بنائے ہوئے ہیں ان کو جب follow نہیں کیا جاتا تو پھر اس طرح کے پیراجات باہر آتے ہیں کیونکہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ایک certain rules ہیں تو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اور بورڈ آف گورنرز کو ان rules کو follow کرنے کی ضرورت ہے جہاں پر ایک certain amount کے بعد چیزیں شروع ہوتی ہیں تو وہ جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کے اپنے rules ہیں ان کو follow کیا جانا چاہئے لیکن یہاں پر باقاعدہ طور پر انہوں نے لکھا ہے کہ:

> District Coordination Officer Chairman Board of Governors Punjab Danish School D.G Khan made payment of non-scheduled items which were not standardized by the Finance Department

جناب سپیکر! یہاں پر فنانس ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں انہوں نے بتایا ہے کہ ان کے rules کو جب follow نہیں کیا گیا تو اس کی مد میں جو نقصان ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ اس کے بعد آپ نے جو آپ بنانے جا رہے تھے Centre of excellence at Hafizabad ان کو آپ نے payment کر دی اور اس کے head میں جو audit کی طرف amount لکھی گئی وہ یہ تھی کہ non recovery of consultancy fee from contractor Rs 4.61 million زیادہ ادا

کر دی گئی ہے۔اسی طرح فاضل پور کے اندر بھی جو دانش سکول بنایا گیا ہے اور جو بنایا بھی جارہا ہے اس میں بھی loss to the government due to less recovery of fee from students وہاں مینجمنٹ کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ نے اپنے اخراجات meet کرنے کے لئے جو پیسے students سے لینے تھے اس حوالے سے بھی وہاں پر گھپلا دیکھنے میں آیا ہے۔اس کتاب میں کافی پیراجات ہیں جن میں ایک پیرایہ بھی ہے کہ:

Overpayment due to excess measurement of French polish Rs 1.76.

جناب سپیکر! یہ French polish جو ہے اس کے لئے منسٹر کم تھے جو French polish بازار سے کروالی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہی بہت تھے آپ نے ایسے ہی اتنے پیسے فضول میں ادھر لگا لئے ہیں تو بہتر تھا کہ آپ یہی پیسے تعلیم اور صحت پر لگا لیتے۔اتنے زیادہ منسٹر ہیں اور آپ نے polish کے لئے اتنے پیسے دے دیئے ہیں کہ overpayment ہو گئی ہے۔ شکر ہے کہ آپ نے سنا نہیں ورنہ آپ نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دینے تھے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لاہور کے اندر اورنج لائن ٹرین جس کا آپ نے ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا ہے اس بارے میں آپ سے تھوڑی سی بات کرنے کی جسارت کروں گا۔اورنج لائن ٹرین ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے جسے پنجاب گورنمنٹ چائنا اور پنجاب بنک کی مدد سے بنانے جارہی ہے لیکن اگر پنجاب بنک کی مدد نہ ہو تو میرے خیال میں یہ اورنج لائن ٹرین منصوبہ بن ہی نہیں سکتا۔ پنجاب گورنمنٹ کو پنجاب بنک کی مدد بہت زیادہ چاہئے تاکہ وہ help out کر سکے۔ جس شرح سے پنجاب بنک سے پیسے loan کی شکل میں لئے جارہے ہیں اور جس شرح سُود سے واپس کئے جارہے ہیں، وہ بھی دیکھا جائے؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ کہتے ہیں کہ چائنا کے Exim بنک نے بڑی مہربانی کی اور ہمیں کافی زیادہ پیسے دیئے ہیں تو اس کو بھی دیکھا جائے۔ہائی کورٹ میں جو لوگ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے گئے ہوئے ہیں ان کے کیس چل رہے ہیں وہ ایک علیحدہ issue ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس شہر کے اندر اس اورنج لائن ٹرین کے علاوہ بھی بڑے کام ہونے والے تھے۔ اگر اس شہر کے ہسپتالوں کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں پر یہ ڈویلپمنٹ کا بجٹ لگایا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ کیا ہی بہتر ہوتا اور غریب عوام کو علاج معالجہ کی سہولت مل جاتی۔یہاں پر مشیر صحت بیٹھے ہوئے ہیں جن سے میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ جب ہم ہسپتالوں میں صبح کسی مریض کے ساتھ جاتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ اس کی مفت دوائی کا مسئلہ ہے تو ہمیں ایک readymade جواب دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ سلمان صاحب! آپ اُن کی بات سنیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ آپ سے کچھ کہہ رہے ہیں لہٰذا غور سے سن لیں۔ میاں محمد اسلم اقبال! آپ ذرا ان کو repeat کروا دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب کسی ہسپتال کے ایم ایس کے پاس مریض کے ساتھ جایا جاتا ہے اور request کی جاتی ہے کہ اس کی treatment کا مسئلہ ہے لہٰذا آپ اس کا علاج کروا دیں یا اس کی local purchase کے حوالے سے help ہی کر دیں لیکن آگے سے یہ کہا جاتا ہے کہ میاں صاحب ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں کیونکہ پیسے اورنج لائن ٹرین میں چلے گئے ہیں اور اس بات کا میں خود گواہ ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جس کو اُس موقع پر دوائی چاہئے یا جس کو آپریشن کی ضرورت ہے تو پیسے نہیں ہیں حتیٰ کہ آپ کے ہسپتالوں کے اندر کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے آپریشن کا جو ٹائم دیا جا رہا ہے وہ دو سال سے کم نہیں ہے۔ جب آپ اداروں کی capacity کو نہیں بڑھائیں گے، وہاں ڈاکٹر تعینات نہیں کریں گے، مزید بلاکس نہیں بنائیں گے یا آپ کی توجہ اس طرف نہیں ہو گی تو پھر کچھ عمل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! اگر یہی پیسا میں سمجھتا ہوں کہ ہسپتالوں میں لگایا جائے تو لوگ مستفید ہوں گے۔ آپ دیکھیں کہ دس کروڑ کی آبادی کا یہ صوبہ ہے اور لاہور شاید ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ آبادی والا شہر ہے۔ یہاں جناح ہسپتال میں ایک برن سنٹر عرصہ دراز سے بننے کی کوشش کر رہا ہے جس کی 2005 کے اندر بنیاد رکھی گئی لیکن آج 2016 میں پوری طرح آپ اس کو فعال نہیں کر سکے۔ اگر خدانخواستہ کوئی برن کا واقعہ ہو جاتا ہے تو پھر مریض تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے دیتا ہے لیکن آپ ڈویلپمنٹ کے اس بجٹ میں جو مشینری ہے اس کو دیکھیں۔ میں کہوں گا کہ حکومت کی اس موقع پر seriousness یہ واضح ہوتی ہے کہ آپ اورنج لائن ٹرین کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جہاں پر آپ نے اب تک 38 بندے مار دیئے ہیں اور ہر بندے کی جان کی قیمت کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بذریعہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لگایا ہوا ہے کہ پانچ لاکھ روپے اس کے گھر جا کر دے آؤ تاکہ لواحقین کا منہ بند ہو جائے۔ وہ پانچ لاکھ روپے دینے کے لئے کوئی منسٹر صاحب جاتے ہیں، کوئی ایم پی اے صاحب تشریف لے جاتے ہیں یا کوئی مشیر صاحب تشریف لے جاتے ہیں۔ وہ پانچ لاکھ روپے دے کر اس غریب کے زخموں کے اوپر مزید نمک چھڑکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پانچ لاکھ روپے لے اور اپنا منہ بند کر کیونکہ تیری جان کی value حکومت کی کتابوں میں پانچ لاکھ روپے لکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اورنج لائن ٹرین کے اندر ہر چیز کا علاج موجود ہے۔ اس اورنج لائن ٹرین کے اندر بیماریوں کا علاج موجود ہے، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر بھوک کا علاج موجود ہے، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر امن و امان کی صورتحال کو ٹھیک کرنے کا علاج اور کلیہ موجود ہے، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر بچوں کی پڑھائی کا راز موجود ہے، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر لوگوں کے روزگار کا مقصد موجود ہے جہاں سے انہیں روزگار ملے گا، اس اورنج لائن ٹرین کے اندر ہم بچوں کو پڑھایا کریں گے، وہاں پر دل کے آپریشن ہوا کریں گے اور اس اورنج لائن ٹرین کے اندر بیمار بچوں کو داخل کیا کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس شہر کے اندر چوری یا ڈکیتی ہو جائے اور کسی کو اپنی رپورٹ درج کرانی ہو تو وہ فوراً اورنج لائن ٹرین سے رابطہ کرے تو فوری طور پر اورنج لائن ٹرین کے ذریعے اس کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ماڈل ٹاؤن واقعہ میں جن بندوں کا قتل عام ہو گیا ہے وہ سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں حالانکہ انہیں اورنج لائن ٹرین میں جانا چاہئے جہاں پر ان کو انصاف ملے گا۔ ہر چیز کا انصاف اورنج لائن ٹرین میں موجود ہے جبکہ لوگ ایسے ہی رولا ڈال رہے ہیں اور پنجاب کی عوام کھپی ہوئی ہے۔ صاف پانی کا علاج، گڈ گورننس کا علاج، کرپشن سے پاک معاشرے کا علاج اور ہر چیز کا علاج ہمارے پاس اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ وہاں پر لوگوں کی افطاریاں کرائیں اور راشن تقسیم کریں لیکن آپ نے ایسے ہی 72 کروڑ روپے کے ٹینٹ اور خیمے لگا لئے ہیں، اگر اورنج لائن ٹرین میں صرف ایک رمضان بازار لگاتے تو لوگوں کا مسئلہ ہی حل ہو جاتا۔ ہم کہاں پر ایسے ہی مارے مارے پھر رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اورنج لائن ٹرین سے زیادہ اس حکومت کا کوئی اچھا منصوبہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اورنج لائن ٹرین کے اندر ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ ہماری اسمبلی نہیں بن رہی لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اورنج لائن ٹرین کے اندر جا کر اجلاس کریں کیونکہ وہاں پر ہر علاج موجود ہے۔ یہاں پر میرے خیال میں ایک اجلاس پر کروڑوں روپے خرچ آتا ہو گا لیکن وہاں پر بیس تیس روپے کی ٹکٹ ہو گی اس لئے ہم وہاں چلتے ہیں۔ آپ Chair کریں اور ہم آپ کے سامنے بیٹھیں گے، ویسے بھی وہ ٹھنڈی ٹھار سروس ہو گی، وہاں پر ہم موجیں کریں گے اور اس سے اورنج لائن ٹرین کا زندہ باد ہو جانا ہے۔ اورنج لائن ٹرین اس قوم کی تقدیر کو بدلے گی، ہسپتالوں میں دوائیاں اورنج لائن ٹرین سے آنی ہیں اور میرے علاقے میں صاف پانی اورنج لائن ٹرین سے ملنا ہے۔ یہ اپوزیشن ٹھیک نہیں ہے اس لئے یہ غلط کہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس اورنج لائن ٹرین کے اندر ہر چیز موجود ہے اور اس قوم کی تقدیر کے بدلنے کا راز اورنج لائن ٹرین ہے۔ ایجوکیشن کے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں جو بڑے زبردست آدمی ہیں اور ان کی ایجوکیشن کا پورا حل اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ فنانس کے سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کے فنانس کی جتنی بھی problems ہیں ان کا حل اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ اس غریب عوام کی خواہشات کا حل اور ان کے خوابوں کا حل اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ ہم نے اس قوم کو کس طرف لگا دیا ہے؟ یہاں پینے کے لئے پانی نہیں ہے حالانکہ کل ایک گھنٹہ بارش ہوئی ہے تو پورا لاہور ڈوب گیا اور تین تین، چار چار فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔ میں ان لوگوں کو کہتا ہوں کہ پانی میں کیوں رہتے ہو، اورنج لائن ٹرین میں رہو؟ اورنج لائن ٹرین کو ایک مہینہ کرائے کے لئے اس کے کیبن بنا دیں تاکہ غریب آدمی کم از کم تھوڑے دن کے لئے اورنج لائن ٹرین میں اپنے بچوں کے ساتھ AC والی زندگی میں تھوڑی سی زندگی گزارلے گا کیونکہ اس کا بھی دل کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ اورنج لائن ٹرین کو promote کریں۔ ہیلتھ، ایجوکیشن، ایگریکلچر اور ہر محکمے کا بجٹ بند کر دیں اور بالکل ختم کر دیں کیونکہ ہر چیز کا حل اورنج لائن ٹرین کے اندر موجود ہے۔ اورنج لائن ٹرین جب چلے گی تو یہ ملک ترقی کرے گا، ہمارے چہرے پر رونق آئے گی اور ہم ہر کسی کو جا کر کہیں گے کہ میرے شہر میں اورنج لائن ٹرین ہے۔ سرائیکی بیلٹ والے ایسے ہی شور ڈالتے ہیں، میرے خیال میں انہوں نے کبھی بجٹ پڑھا ہی نہیں ہے اور ایسے ہی منہ اٹھا کر آ جاتے ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ آپ اورنج لائن ٹرین میں آئیں۔۔۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! اگر آپ آ گئے ہیں تو پھر تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ اورنج لائن ٹرین کے کتنے فائدے ہیں؟ گندم کی فصل اب اس اورنج لائن ٹرین میں ہو گی، چاول کی فصل اورنج لائن ٹرین میں ہو گی، کسان کو آلو کے پورے پیسے نہیں مل رہے جواب اورنج لائن ٹرین سے ملیں گے۔ اورنج لائن ٹرین ایک زبردست چیز ہے لیکن انہیں پتا ہی نہیں ہے۔ اورنج کا مطلب کینو اور مالٹا ہے، سردیوں میں ہم وہاں بیٹھ کر کینو اور مالٹا کھایا کریں گے اور گرمیوں میں غریب عوام "اوتھے امب چوپے گی"۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ قوم کی تقدیر اورنج لائن ٹرین ہے۔ آپ ایک اور کام کریں کہ safe city project کے تحت لاء اینڈ آرڈر کے اوپر اتنے پیسے لگا رہے ہیں جس سے چوری، ڈکیتی

اور کوئی دوسرا مسئلہ ہوا تو فوراً اورنج لائن ٹرین میں جائیں اور جا کر رپورٹ کریں۔ اورنج لائن ٹرین مقدر سے صحیح بندوں کا solution نکالے گی۔ میں گزارش کروں گا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار اپنی نشستوں پر کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیں اور انہیں بھی ٹرین میں بیٹھنے دیں۔ آپ کو کیا ہو رہا ہے؟ آپ ایسے نہ کریں۔ وہ آپ کو مشورہ دے رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایک اور مشورہ لے لیں بلکہ مفت مشورے لے لیں ورنہ تو فزیبلٹی بنے گی اور بہت زیادہ پیسے بھی لگیں گے۔ ہماری کابینہ کے بڑے بڑے اچھے منسٹر ہیں جو کہ بڑے محنتی ہیں اور جب انہیں میٹنگ کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ یار واقعی ان کے لئے بھی کچھ کرنا چاہئے تو تمام وزراء کے دفاتر بند کر دیئے جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی جگہ پر آپ کو بٹھا دیا جائے، دفاتر بند کر کے کسے بٹھانا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اب تو میٹنگ بھی اورنج لائن ٹرین میں ہوا کرے گی۔ اورنج لائن ٹرین کی افادیت کا انہیں پتا ہی نہیں ہے۔ یہ اورنج لائن ٹرین کی کیا افادیت بیان کریں گے کیونکہ انہیں تو آتی ہی نہیں ہے اور یہ وزراء تو نکمے ہیں۔ میں اورنج لائن ٹرین کی افادیت بیان کرتا ہوں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: کیا کر رہے ہیں؟ انہیں بات کرنے دیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، انہیں بولنے دیں اور یہ اپنا ٹائم ضائع کر رہے ہیں آپ کو کیا پریشانی ہے؟ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ایک request کروں گا کہ کچھ دوستوں کا تعلق لاہور سے ہے اور کچھ کا نہیں ہے جبکہ کچھ کے گھر لاہور میں ہیں اور کچھ کے نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: صرف آپ کا تعلق ہی لاہور سے ہے اور تو کسی کا میرے خیال میں نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ماشاء اللہ سب کے گھر لاہور میں ہیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر فرزانہ نذیر اپنی نشست پر کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: اورنج لائن ٹرین کا کوئی اور کیسے مقابلہ کر سکتا ہے۔ آپ کیوں انہیں پریشان کرتے ہیں؟ آپ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے کیا کہہ دیا ہے ان خواتین ممبران سے پوچھیں کہ میں نے کیا کہہ دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں تو تعریف کر رہا ہوں۔ آپ اربوں روپے کے اشتہار دے کر اورنج لائن ٹرین کا پرچار کر رہے ہیں جبکہ میں مفت میں کر رہا ہوں اور معاوضے میں کچھ بھی نہیں مانگ رہا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، محترمہ! آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ کیا کر رہی ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہاں پر معزز ممبران اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ رہائش کے حوالے سے خوار ہوتے ہیں، کوئی ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں اور کوئی پیپلز ہاؤس اور ایم پی اے ہاسٹل میں ٹھہرے ہوتے ہیں لیکن ہمارے پاس اتنی جگہ نہیں ہے کہ سب کو ٹھہرایا جائے تو مہربانی کر کے انہیں اورنج لائن ٹرین کے اندر ایک ایک کمرہ الاٹ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو بیٹھتے ہوئے کچھ محسوس تو نہیں ہو گا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی، کیا کہا؟

جناب سپیکر: اگر میں ایسی بات کہہ دوں تو آپ کو محسوس تو نہیں ہو گا؟ آپ relevant ہو جائیں ناں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ ڈویلپمنٹ کے لئے 550۔ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے منسٹر صاحبہ اور ہماری بہن نے یہاں پر جو اتنی بڑی figures دی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آڈٹ رپورٹ پڑھی ہے؟ آڈٹ رپورٹ کمیٹی جس کے آپ بھی ممبر ہیں تو وہاں پر بھی اپنی آپ بات کر سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے ایوان کے وقت کا خیال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے اس حوالے سے ترقیاتی بجٹ کے معاملات رکھے ہیں تو میں نے ابھی آپ کے سامنے صرف دو اداروں کی بات کی ہے جن میں ایک دانش سکول، دوسرے ایل ڈی اے کی اور ٹیپا کی کیونکہ ٹیپا بھی اس کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ اگر باقی اداروں کے اوپر بات کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر سیر حاصل گفتگو ہو سکتی ہے لیکن آپ جو باقی میگا پراجیکٹ شروع کر رہے ہیں اور create کئے ہوئے ہیں تو میرے خیال میں ان کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ یہ تین کھرب روپیہ آپ نے جو اس مقصد کے لئے رکھا ہے اسے بالکل ختم کر دیں جبکہ کوشش کریں کہ اس اورنج لائن ٹرین کے روٹ کو تھوڑا سا مزید لمبا کر دیں اور پورے شہر میں اورنج ٹرین کر دیں۔ یہ ہسپتالوں کے آگے تک جائے اور وہاں سے بندے بٹھا کر انہیں سارا دن گھماتی رہے۔ وہ کہیں کہ انہیں بخار ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی آپ کی تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ساری دو نمبر چیزیں ہیں اور اگر کسی کو انصاف نہیں مل رہا تو وہ بھی اورنج لائن ٹرین میں بیٹھ کر کہے کہ مجھے انصاف دلایا جائے۔ اس کا روٹ کوئی ایسا بنا دیں کہ ہمارے حالات بہتر ہو جائیں۔ آج ہم سب کو آپ سپورٹ کریں کیونکہ آپ ہمارے نمائندے ہیں اور مہربانی کر کے اس تین کھرب روپے کے بجٹ کو ختم کریں۔ اورنج لائن ٹرین کے اوپر ہم سب مل کر توجہ کرتے ہیں تاکہ عوام کی قسمت کھلے۔ چائنا کے ساتھ جو رشتہ ہے، انڈیا کے ساتھ جو پیار و محبت اندر کھاتے میں ہے وہ زیادہ ہو جائے اور وہاں سے ادرک بھی لے کر کھائیں، وہاں سے پیاز بھی لے کر کھائیں، وہاں سے آلو بھی لے کر کھائیں۔ کپاس بھی وہاں سے منگوائیں کیونکہ کپاس تو ہم ویسے ہی ختم کر کے گنّا لگا رہے ہیں اور شوگر مافیا کو ہم سپورٹ کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہمیں اس طرف جانا چاہئے۔ میری رائے میں اسے cut کرتے ہوئے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: معزز ممبران موبائل فون سے کھیلنا بند کر دیں۔ بڑی مہربانی آپ کی اور اگر آپ ایسا کریں گے تو پھر ضبط ہو جائے گا.this I tell you جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ کے لئے تین کھرب 88۔ارب 49کروڑ 80لاکھ 93ہزار روپے مانگا گیا ہے اور ہم نے کہا ہے کہ اس کو ایک روپیہ کر دیں تو اس کی ہمارے پاس بڑی ٹھوس وجوہات ہیں۔ ایسے نااہل حکمرانوں کے ہاتھوں پہلے جو تباہی ہوئی ہے ہم نہیں چاہتے کہ مزید تباہی ہو۔ میں ان کے کچھ نمایاں کارنامے جو پچھلے چند سالوں میں انجام دیئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تو ایک روپیہ دے رہے ہیں تو پھر تباہی کیوں ہوئی؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ defend تو نہ کریں ناں۔ میں آپ کے سامنے ان کے کچھ کارنامے بتانا چاہتا ہوں اور اگر وہ سننے کے بعد بھی آپ سمجھتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ مزید ضرورت ہے تو پھر آپ ضرور دیں بہر حال سستی روٹی سکیم فلاپ اور 70۔ارب روپے کرپشن کی نذر۔۔۔

جناب سپیکر: ثبوت ہیں آپ کے پاس؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یوتھ لیپ ٹاپ سکیم کرپشن کی نذر، دس سے پندرہ ہزار روپے میں بازار میں مل رہا ہے۔ پیلی ٹیکسی سکیم اربوں روپے کی کرپشن کی وجہ سے فلاپ ہو گئی۔ یہ ہیں ان کے پرانے کارنامے جو بتا رہا ہوں۔ لاہور میٹرو بس میں اربوں روپے کی کرپشن کے بعد 5۔ارب روپے سالانہ خسارے میں جارہی ہے۔ یوتھ لون سکیم کی درخواستوں کی مد میں کروڑوں اربوں روپے وصول کئے گئے اور سکیم فلاپ ہو گئی جبکہ عوام بے چارے مزید لوٹ لئے گئے۔ چیچو کی ملیاں پراجیکٹ 3۔ارب روپے کی کرپشن۔۔۔

جناب سپیکر: نام صحیح اور پورا لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! قائداعظم سولر پاور پراجیکٹ جو ایک سو میگاواٹ کے لئے بنا تھا لیکن 25 میگاواٹ بجلی دے رہا ہے جو کہ 27 روپے فی یونٹ پڑ رہی ہے اور اب یہ اسے فروخت کرنے کوشش کر رہے ہیں لیکن کوئی اسے سکریپ کے بھاؤ بھی خریدنے کو تیار نہیں ہے جس پر قوم کا اربوں روپیہ ڈبو دیا ہے۔ نندی پور پاور پراجیکٹ 18۔ارب روپے سے شروع ہوا جو کہ 123۔ارب روپے تک پہنچا لیکن اب بھی بند پڑا ہے اور قوم کا اربوں روپیہ ڈوب گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جھوٹ" کی آوازیں)

جناب سپیکر! قسم اٹھائیں کہ جھوٹ نہیں ہے۔ انہوں نے کھربوں روپے سے پچھلے تین چار سالوں میں پراجیکٹ شروع کئے ہیں اور اب یہ ان کے لئے مزید تین کھرب روپے مانگ رہے ہیں تو آپ صوبے کے سکولوں کی حالت تو دیکھیں اور اس صوبے کے ہسپتالوں کی کیا حالت ہے؟ آپ ہسپتال میں جائیں تو پرچی سے غریب آدمی کو لوٹنے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ ہسپتال میں ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے تو اسے ٹیسٹ لکھ کر دیئے جاتے ہیں لیکن اسے ادویات نہیں ملتیں تو میرا خیال ہے کہ ساڑھے تین کھرب روپے ڈویلپمنٹ کے نام پر ان کے اکاؤنٹس میں جائیں گے جو کہ کرپشن کی نذر ہوں گے۔

جناب سپیکر! یہ بیوروکریسی، ٹھیکیدار اور حکمران مل کر کھائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ کے نام پر کھربوں روپے لٹانے کی بجائے اس صوبے کے ہسپتالوں میں، اس صوبے کے سکولوں میں اور اس صوبے کے عوام کی بنیادی ضروریات کی چیزوں پر لگایا جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ اس قابل ہیں کہ یہ 3۔کھرب روپے ڈویلپمنٹ پر لگائیں لہٰذا اسے بالکل ایک روپیہ ہونا چاہئے اور ہمارے جو معزز پارلیمنٹرین کا پچھلا بجٹ ہے وہ اس کا حساب ضرور دیں کہ کھربوں روپے کی کرپشن

کے بعد ان کا یہ حق بنتا ہے کہ یہ کھربوں روپیہ اور مانگیں۔ ہر مسئلے کا حل ان کے پاس مالٹا ٹرین ہے ہر ٹی ایم اے سے انہوں نے تین تین کروڑ روپے مالٹا ٹرین کے لئے مانگے ہیں اور مالٹا ٹرین کا نام اورنج کیوں رکھا گیا ہے یہ relate کرتا ہے ان کی محبتیں انڈیا سے ہیں ان کے انڈیا کے ساتھ تعلقات اور ہمدردیاں ہیں کیونکہ اورنج کلر انڈیا میں بڑا مشہور ہے۔ جاتی اُمرا سے ان کی جو محبت ہے انہوں نے جاتی اُمرا رائیونڈ میں بنالیا ہے اس ٹرین کا نام گرین ٹرین بھی ہو سکتا تھا، اس کا کوئی اور نام بھی ہو سکتا تھا، اس کا نام پاکستان ٹرین بھی ہو سکتا تھا، اس کا نام لاہور ٹرین بھی ہو سکتا تھا، اورنج پگڑیاں انڈیا سے رائے ونڈ آئیں۔ اورنج لائن ٹرین ان کی انڈیا کے ساتھ دلی محبت، دلی ہمدردی اور انڈیا کے ساتھ ان کی مفاہمت کو relate کرنے کے لئے لاہور کو اورنج لائن ٹرین دی گئی ہے اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا نام تبدیل کر کے پاکستان ٹرین رکھا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کسی کی قیادت کی طرف بات کرنے جا رہے ہیں پھر کوئی اور بات کرے گا آپ کو بھی سننا پڑے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ایمانداری سے سچی بات کہہ رہا ہوں ہمارے حکمرانوں کے دلوں میں انڈیا کے لئے جو محبت ہمدردی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ صرف انڈیا کے ترنگے میں اورنج کلر ہے اُسی کو relate کرنے کے لئے انہوں اورنج کلر کی اورنج لائن ٹرین لاہور میں بنا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! ان کے جھنڈے کا رنگ دیکھ لیں۔ یہ غلط بات نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اُس میں اورنج رنگ نہیں ہے یہ اورنج لائن ٹرین اورنج ہی کیوں؟ یہ گرین کیوں نہیں، یہ لاہور ٹرین کیوں نہیں اور یہ پاکستان ٹرین کیوں نہیں؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں ہمارے وزیر خزانہ نے ایک بڑے خوبصورت لفظ کا استعمال کیا اس عوام۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہاں کی بات کریں قومی اسمبلی کو چھوڑیں مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں مسلم لیگ (ن) کی سوچ کی بات کر رہا ہوں کہ عوام کو اگر دال میسر نہیں ہے تو وہ مرغی کھائے۔

جناب سپیکر: آپ مسلم لیگ (ن) کی بجائے بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک جملہ فرانس کی ملکہ نے کہا تھا کہ اگر عوام کو روٹی میسر نہیں ہے تو وہ کیک کھائے تو وہ فرانس کی ملکہ اور اُس نظام کا جو حال ہوا تھا وہ دنیا کے سامنے ہے۔ اب یہ جو عوام کی توہین کر رہے ہیں، عوام کو کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے پاس دال کے پیسے نہیں ہیں تو آپ مرغی کھائیں خدا کے لئے عوام کی اتنی تذلیل کیوں کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری گزارش ہے خدا کے لئے خدا کے غضب کو آواز نہ دیں اس عوام کے ساتھ اتنا ظلم نہ کریں۔ عوام بے چارے ہر طرح سے پس رہے ہیں، تعلیم اُن کے پاس نہیں ہے، علاج اُن کے پاس نہیں ہے، دوائیاں اُن کے پاس نہیں ہے اور روٹی کھانے کو اُن کے پاس نہیں ہے۔ اگر ہم اسی طرح الّلے تلّلوں میں عوام کا پیسا، عوام کے خون پسینے کی کمائی کرپشن کر نذر کرتے رہے تو وہ دن دور نہیں جب ان حکمرانوں کے گریبانوں میں عوام کے ہاتھ ہوں گے۔ اس صوبے پر 900۔ارب روپے کا قرضہ ہے 124۔ارب روپے ہم سال کا سود ادا کرتے ہیں تو ان کو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ لوگ بھوکے مر رہے ہیں کوئی بات نہیں میٹرو چل رہی ہے اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے، ہسپتالوں میں ادویات نہیں کوئی بات نہیں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے میٹرو چل رہی ہے، سکولوں میں فرنیچر نہیں کوئی بات نہیں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے میٹرو چل رہی ہے، سکولوں میں ٹیچر نہیں کوئی بات نہیں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے میٹرو چل رہی ہے، صاف پینے کا پانی نہیں کوئی بات نہیں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے میٹرو چل رہی ہے۔ آپ بھی اس صوبے میں رہتے ہیں میں بھی اس صوبے میں رہتے ہوں اس صوبے کی عوام کے ساتھ اتنا ظلم نہ کریں کہ وہ اُٹھیں نکلیں اور سارا نظام لپیٹ دیا جائے۔ جمہوریت کے نام پر یہ لوٹ مار، یہ ظلم، یہ جبر کسی طرح بھی عوام کو قابل قبول نہیں ہے اور عوام کب تک یہ برداشت کرتے رہیں گے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کوئی ایسے کام کریں جس سے عوام کو ریلیف ملے اور جمہوریت مضبوط ہو۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان حکمرانوں کے رویّوں سے مجھے لگتا ہے کہ شاید ان کے اکاؤنٹ saturated ہو چکے ہیں، ان کے اکاؤنٹ بھر چکے ہیں یہ تنگ آ چکے ہیں اب یہ چاہتے ہیں کہ عوام ان کو دھکے دے کر نکالیں لیکن یہ تو لوٹ مار کر چکے ہیں اگر عوام نکل آئے تو اس ملک میں جمہوریت کا نقصان

ہو گا۔ان کے اکاؤنٹ بھر چکے ہیں،saturatedہو چکے ہیں overflowکر چکے ہیں لیکن خدا کے لئے اس ملک کی عوام پر،اس صوبے کی عوام پر رحم کریں اور یہ لوٹ مار کی بجائے ایسے کاموں میں پیسے لگائیں جس سے عوام کو ریلیف ملے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی پھر بعد میں بات کریں ابھی نہیں۔جی، محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!شکریہ۔میں لمبی چوڑی بات نہیں کروں گی مختصراً آپ سے گزارش ہے۔

جناب سپیکر: مجھے اعتراض نہیں ہے آپ لمبی بات کریں،چھوٹی بات کریں۔میری بات سنیں میں نے تو بتا دیا ہےGuillotineکل 11:00 بجےapplyہو جائے گی آپ جتنی مرضی دیر لگا لیں یا جلدی بات کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!550۔ارب کا ڈویلپمنٹ فنڈ جس کو صوبہ پنجاب کی ترقیاتی فنڈ کا نام دیا گیا ہے میرا صرف ایک سوال ہے کہ یہ جو ڈویلپمنٹ فنڈ ہے چاہئے ٹریژری کی طرف بیٹھی ہوئی خواتین ہیں یا اپوزیشن کی طرف بیٹھی ہوئی خواتین ہیں ان کا ڈویلپمنٹ فنڈ کہاں ہے اُس پر کون سی قینچی چلائی گئی اور وہ کہاں گیا، کس قینچی کی نذر ہوا مجھے اس سوال کا جواب اس بجٹ میں سے دے دیا جائے کہ اپوزیشن کے تمام ممبران اور ٹریژری کی بیٹھی ہوئی تمام خواتین اُن کا ڈویلپمنٹ فنڈ کہاں ہے؟آٹھ سال کا حساب دینا پڑے گا یہ جو خواتین اُدھر بھی بیٹھی ہیں ادھر بھی بیٹھی ہیں اور اپوزیشن کے male membersاُن کے علاقوں کی ڈویلپمنٹ کا فنڈ کہاں ہے؟اس550۔ارب میں سے مجھے اُس کا حساب چاہئے۔آج میرا حلقہ جہاں میری رہائش ہے وہاں سے میرے حلقے کے ایم پی اے صاحب جو electہو کر آئے ہوئے ہیں میں تو reserve seatپر آئی ہوں لیکن جو electہو کر آئے ہیں اُن کی ڈویلپمنٹ دیکھیں، میرے ساتھ چلیں جو ڈویلپمنٹ فنڈ اربوں روپے کا نیشنل اسمبلی سے اُن کے بڑے بھائی لے رہے ہیں اور صوبائی اسمبلی سے وزیراعلیٰ سے وہ لے رہے ہیں کہاں لگ رہا ہے؟ علاقے میں چل کر

دیکھیں، علاقے کے سکول دیکھ لیں، علاقے میں ہسپتال دیکھ لیں، علاقے کی سڑکیں دیکھ لیں میں دعوے سے کہتی ہوں کہ آئیں اگر وہاں پرinspectionکریں آپ کو نظر آئے گا کہ میاں محمد اسلم اقبال نے جو آج آڈٹ رپورٹ پڑھی ہے اُس میں سے صرف قینچی نہیں نکلے گی اُس میں سے اور بھی بہت سارے ایسے حلقے نکلیں گے جہاں پر اس طرح کی قینچیاں پھیری گئی ہیں آج چھ ماہ ہو گئے ہیں میں اپنے ایم پی اے سے اپنے گھر کی سڑک کے لئے دس لاکھ روپے کا فنڈ مانگ رہی ہوں اُن کے پاس دینے کے لئے فنڈ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: Directایم پی اے کے پاس چیک ہوتے ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ سکیم دی گئی ہے electedایم پی اے کو ڈویلپمنٹ سکیم دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہapprovedہوتی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ چھ مہینے سے معذور ہیں اور معذوری کا اظہار کر رہے ہیں کہ میرے پاس فنڈز نہیں ہیں میں آپ کو10لاکھ کی سڑک بنا کر نہیں دے سکتا۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ پی پی۔160میں گلیاں، نالے اور ہر چیز ابل رہی ہیں بے شک آکر معائنہ کر لیں اور ان کو اربوں روپے کا فنڈ مل رہا ہے۔ نیشنل اسمبلی سے ان کے ایم این اے اور صوبائی اسمبلی سے وہ خود لے رہے ہیں وہ کہاں لگ رہا ہے؟ صرف تختیاں لگانا ہی مقصد نہیں ہونا چاہئے۔ ہم ان سے ایک چھوٹی سی سکیم مانگتے ہیں تو وہ ان کے پاس نہیں ہے تو پھر وہ کہاں ہے؟ ڈی سی او صاحب نے بھی معذرت کر لی۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اورنج لائن ٹرین پر بہت خرچہ ہو رہا ہے ہم آپ کی ڈویلپمنٹ سکیمpendingکر رہے ہیں اس لئے اس کو بعد میں دیکھیں گے۔ جیسا کہ ابھی بات ہوئی کہ اورنج لائن ٹرین کے لئے ہر ٹی ایم او کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ٹی ایم اے سے 17-2016 میں 3 کروڑ روپیہ ادا کرے۔ اگر اورنج لائن ٹرین پورے صوبہ پنجاب کا بجٹ کھا رہی ہے اور لاہور کے اندر صرف اورنج لائن ٹرین ہی ہو گی تو پھر ہم اورنج لائن ٹرین کی بات کیوں نہ کریں؟ پھر ہم اپنے گھر چھوڑ کر اورنج لائن ٹرین میں بسیرا کر لیتے ہیں۔ یہ تو بہت افسوس کی بات ہے کہ ہر چیز مسائل سے دوچار ہے اور سارا پیسا اورنج لائن ٹرین پر لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر: میں تو ایسی بددعا نہیں کرتا کہ آپ گھر چھوڑ کر ٹرین پر چلے جائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جہاں جہاں سے یہ ٹرین گزر رہی ہے اس علاقے میں گھروں کا یہ حشر ہے کہ لوگ اب رہنے کے قابل نہیں ہیں اگر ہم غلط بات کر رہے ہیں تو آپ ہمارے ساتھ آ کر دیکھیں، آج سب کی آنکھیں ہیں، کیمرے کی آنکھ ہے اور ماشاء اللہ آپ کی بھی آنکھیں ہیں۔ آئیں اور آ کر معائنہ کریں۔ لوگوں کے گھر توڑ دیئے گئے، لوگوں کے گھر ہیں ہی نہیں۔ اگر کسی کا تین کمروں کا گھر تھا اب ایک کمرے کا گھر رہ گیا ہے۔ یہ ٹرین لوگوں کے گھر کھا گئی ہے۔ میں آج جو بات کر رہی ہوں وہ غلط نہیں کر رہی ہوں یہ ٹرین لوگوں کے گھر کھا گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ جو کچھ ہوا ہے consent کے ساتھ ہوا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! تین مرلے کے گھر میں رہنے والا ایک کمرے کی چھت کے اندر رہ رہا ہے اس کا پورا گھر اڑا دیا گیا ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی اورنج لائن ٹرین شاہی سواری نے یہاں سے گزرنا ہے۔ ہمیں جہاں جہاں غلط چیز نظر آئے گی ہم ایوان کے اندر اس کی نشاندہی کریں گے اور یہ ہمارا کام ہے۔ اگر ہم یہ نشاندہی کرنا چھوڑ دیں گے تو میرا خیال ہے کہ یہاں تو اللہ ہی حافظ ہے، پہلے بھی اللہ حافظ ہے پھر اللہ حافظ مزید ہو جائے گا، پھر تو خدا حافظ ہو جائے گا۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ آپ ضرور ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈز رکھیں، سڑکیں بنانا بہت اچھی بات ہے۔ یہ بہت خوبصورت بات ہے کہ کسی علاقے کی سڑکوں کی حالت کو ٹھیک کیا جائے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر لاہور کے اندر سڑکیں بن رہی ہیں تو پھر اسی طرح برابری کی سطح پر پورے پنجاب کے اندر دیہاتوں کے اندر بھی سڑکیں بننی چاہئیں۔ صرف لاہور کی چار میل سڑکوں پر زور نہیں لگانا چاہئے۔ لاہور کی چار میل سڑکوں سے آپ الیکشن نہیں جیتیں گے، کتنی دفعہ آپ دھاندلی کر کے جیتیں گے ہر دفعہ دھاندلی سے آپ نہیں جیت سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بہت مختصر بات کروں گا۔ میں سب سے پہلے تو یہ بات کروں گا کہ being a parliamentarian ہماری بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اداروں پر over sighting کا role ادا کریں۔ جب میاں محمد اسلم اقبال آڈٹ رپورٹ پڑھ رہے تھے تو اس ایوان کے اندر عجیب ماحول تھا۔ جب وہ کرپشن پر بات کر رہے تھے تو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے

لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹیں تھیں۔یہی وہ ناسور ہے جس نے اس ملک کے 80 فیصد لوگوں کو بنیادی سہولیات سے محروم کررکھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ کون سی کٹوتی کی تحریک پر بات کررہے ہیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ کھربوں روپے کے ڈویلپمنٹ کے اوپر جو بجٹ ابھی دوبارہ ڈیمانڈ کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کون سی کٹوتی کی تحریک پر ہیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں ڈویلپمنٹ پر بات کررہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی کٹوتی کی کون سی تحریک ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں تحریک بھی آپ کو بتادوں گا پہلے میری گزارش سن لیں، میں تحریک بتا کر بیٹھوں گا آپ بے فکر رہیں۔بنیادی طور پر آپ نے کھربوں روپے ڈویلپمنٹ کا بجٹ رکھا ہے سوشل میڈیا پر پچھلے دنوں ایک کلپ بڑا viral تھا کہ فرانس کے ایک ٹاک شو میں ایک اینکر بیٹھ کر اپنے مہمان کو یہ بتارہا ہے کہ کیا تمہیں پتا ہے کہ اس دنیا میں ایک ایسا ملک بھی موجود ہے جہاں 80 فیصد آبادی کو بنیادی سہولیات میسر نہیں، ان کے پاس پینے کا پانی نہیں، انہیں روٹی کپڑا میسر نہیں، ان کے گھر اپنے نہیں ہیں، ان کے گھر گندگی سے اٹے پڑے ہیں اور سکون ان کے پاس نہیں ہے۔ ان کے حکمران ہمارے پاس کشکول لے کر آتے ہیں ہم سے قرضہ مانگتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس اپنے لوگوں کا بنیادی حق لینے کے لئے آئے ہیں۔ تمہیں پتا ہے کہ جب وہ ہم سے ڈالرز کی ڈیمانڈ کرتے ہیں تو وہ کیا کہتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بس چلانی ہے۔اس پر ایک شخص زوردار قہقہہ لگاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی چیزیں ہیں۔اُس دن مجھے ایک شعر سنائی دیا کہ:

ہاتھ میں تیرے قلم ہے دماغ تیرا روشن ہے

جناب سپیکر! اس روشن دماغ نے عوام کے چودہ طبق روشن کر دیئے ہیں۔ خدارا اس دماغ کی روشنی کو تھوڑا سا کم کریں قوموں کی ترقیاں سڑکیں اور پل بنانے سے نہیں ہوتیں۔ ہیومن ڈویلپمنٹ کے اندر آج پاکستان کا 144 واں نمبر ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جو تیسری رو میں میری تین بہنیں بیٹھی ہیں ان کو آپ بات کرنے کا موقع دیا کریں۔ شاید انہیں بات کرنے کا موقع نہیں ملتا اسی لئے ان کی یہ frustration ہے کہ جب بھی کوئی بندہ گفتگو کرتا ہے تو یہ کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ہمارا اپوزیشن کا جو role ہے یہ اس کو کرنے سے نہیں روک سکتے۔ آپ being a custodian اس چیز کو tackle کیا کریں اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم حکومت پر مثبت تنقید کریں۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آج ماشاء اللہ محترمہ وزیر خزانہ بھی بیٹھی ہیں لیکن جو پراجیکٹس انہوں نے بنائے، ٹھیک ہے آپ نے میٹرو بنائی لیکن یہ ملک مقروض ہے، قرضوں کے اندر جکڑا ہوا ہے اور اس ملک کا اربوں روپیہ ایسے منصوبوں کے اندر جھونکا جا رہا ہے۔ میں نے اُس دن ایک بات کی تھی اس دن محترمہ وزیر خزانہ نہیں بیٹھی ہوئی تھیں میں دوبارہ اس کو repeat کرتا ہوں۔ اسی ایوان کے اندر آپ ہی کے محکمے کا میٹرو راولپنڈی کے حوالے سے ایک سوال تھا جو اپنی turn نہ آنے کی وجہ سے take up نہیں ہو سکا۔ سوال یہ تھا کہ راولپنڈی میٹرو پراجیکٹ کے لئے بیرون ملک سے کتنا قرضہ لیا گیا، سبسڈی کتنی دی جا رہی ہے اور کس کو دی جا رہی ہے؟ اس کا جواب آتا ہے کہ راولپنڈی میٹرو پراجیکٹ پر جو 70-ارب روپے لگا اس کے لئے کسی سے قرضہ نہیں لیا گیا اور 325 روپے فی کلو میٹر کے حساب سے ترکش کمپنی کو سبسڈی دی جا رہی ہے۔ یہ کل 26 کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور آنے جانے کا روٹ ملا کر 52 کلو میٹر بنتا ہے۔ آپ calculation کریں کہ اگر ایک بس ایک دن میں چار سے پانچ چکر بھی لگاتی ہے تو وہ سبسڈی 35 سے 37 لاکھ روپے بنتی ہے۔ آپ 70-ارب روپے کے پیچھے 35 سے 37 لاکھ روپے کی ایک دن کی سبسڈی ایک ترکش کمپنی کو دے رہے ہیں۔ یہ وہ ملک ہے کہ جس کے 70 سے 80 فیصد عوام کو بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں تو کیوں نہ ایسے پراجیکٹس کے اوپر پھر criticism ہو، کیوں نہ ہم یہ بات کریں کہ اورنج لائن ٹرین کے اندر سارے مسائل کا حل موجود ہے۔ 12-ارب روپے کی سبسڈی اورنج لائن ٹرین کے عوض دینا میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس ملک کے حکمران آخر چاہتے کیا ہیں؟ کشکول لے کر، لوگوں سے بھیک مانگ مانگ کر، آپ میں اتنی جرأت نہیں کہ کسی ملک کے سامنے کھڑے ہو کر بات کر سکیں۔ اس کی بنیادی وجہ آپ کا یہ کشکول ہے۔ ان حکمرانوں کی آنکھیں کب کھلیں گی؟ یہ یہاں پر بیٹھ کر اربوں کروڑوں روپے کی کرپشن کرتے ہیں اور تضحیک آمیز لہجوں کے اندر یہ یہودی لابی، یہ فلانی لابی باتیں کرتے ہیں کیا اس طرح کہہ کر ان کی جان چھوٹ جائے

گی؟ کل جب ان parliaments پر کوئی آ گیا اور میری دعا ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے مسائل کا حل اگر آمریت ہے تو پھر آ جائے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم، شیم۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ جمہوریت لوگوں کے مسائل کا حل provide نہیں کر سکتی تو یہ کیا نظام ہے، یہ کس قسم کا نظام ہے؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، ان کی بات سن لینے دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ دیکھ لیں یہ جمہوریت ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ جو 25 سے 30 لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں حلقے سے لوگوں نے ووٹ دے کر منتخب کیا ہے یہ ذرا بتائیں کہ پچھلے تین سالوں میں ہمارے علاقوں کے اندر کیا ڈویلپمنٹ کی؟ یا تو ہمارے علاقوں کو ٹیکس فری قرار دے دیں۔ ہمارے لوگ ٹیکس pay کریں اور آپ صرف اس بنیاد پر ڈویلپمنٹ کا بجٹ نہ دیں کہ ہم اپوزیشن سے ہیں اور انہوں نے پی ٹی آئی اور پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا ہے۔ آپ ان بنیادوں پر 2018 کا الیکشن نہیں جیتیں گے، اب لوگوں کو پتا ہے کہ آپ ان کے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو اربوں اور کھربوں روپے کی کرپشن ہے، اگر یہاں پر نہیں تو انشاء اللہ اللہ پاک آپ سے نکالے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ اور ترقیاتی بجٹ کے حوالے سے جو کھربوں روپے کے پیسے رکھے جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہمیں یہ طے کر لینا چاہیے کہ زندہ قوموں کی ترجیحات کیا ہوتی ہیں، کیا ان کی ترجیحات صحت، تعلیم یا ڈویلپمنٹ ہے؟ آج یہ حال ہے کہ اگر میں اپنے حلقے سے شروع کروں تو چودھری پرویز الٰہی کے دور میں میاں میر ہسپتال کا قیام ہوا تھا، 440 ملین روپے اس ہسپتال کے لئے رکھے گئے اور ہسپتال کی عمارت کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ آج دس سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود بھی سارا عملہ وہاں پر موجود ہے، ایم ایس موجود ہے مگر وہاں پر کوئی بھی علاج کی سہولت میسر نہیں ہے۔ اڑھائی سال کا عرصہ گزرنے کے بعد جب ہم نے ایوان اور عدالتوں سے انصاف لیا، جب اس حلقے کے اندر الیکشن ہوا تو وہاں پر پھر کوشش کی کہ اب ووٹوں کے ذریعے نہیں بلکہ دوائیوں کے ذریعے دھاندلی کی جائے۔ لوگوں کو پھر وہاں پر دوائیاں مہیا کی گئیں جو کہ expire دوائیاں تھیں، میڈیا پر ان

کی فلمیں چلیں اوران کی سٹوری بھی چھپی مگر اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔اب جب اس کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے تو اس بجٹ کے اندر پیسے رکھے جاتے تاکہ وہاں پر ایمرجنسی کے لئے آلات آتے، وہاں پر چیزیں مہیا ہوتی لیکن وہاں پر ملین روپے widening of roads کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں۔ کیا یہ ترجیحات ہیں کہ ایمرجنسی کے اندر کوئی آلات نہیں ہیں، کوئی آکسیجن کے سلنڈرز نہیں ہیں، کوئی وینٹی لیٹرز نہیں ہیں اور آپ widening of roads کر رہے ہیں۔کیا وہاں جس مریض کو لے کر آئیں گے اسے مارنے کے لئے آرہے ہیں یعنی اس کی جو زندگی بچ رہی ہے اتنی روڈ کھلی ہو جائے کہ ہسپتال پہنچنے پر اسے ایمرجنسی میں جان بچانے والی ادویات نہ ملیں۔ ہم سب نے مرنا ہے، آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں آپ نے قوم اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی جواب دینا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کون سی کٹوتی کی تحریک بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! PC-22036 پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! بات کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! یہ ترجیحات نہیں ہیں آپ ڈویلپمنٹ کے لئے پیسے رکھ رہے ہیں، اب میں دوسرے پراجیکٹس کی بات کروں گا، میرے اس حلقے کے اندر 44 فیصد کچی آبادیاں آتی ہیں۔آپ ان کچی آبادیوں کو گرا کر ان کے اوپر سے اورنج لائن ٹرین گزارنا چاہ رہے ہیں، یہ کون سی ڈویلپمنٹ ہے کہ نیچے بھوک سے بلکتے بچے ہوں گے، نیچے ننگے بچے پھر رہے ہوں گے اور اوپر اورنج لائن ٹرین گزر رہی ہو گی۔ وہ کچی آبادیاں جن کو رجسٹریاں دی گئیں اور مالکانہ حقوق دیئے گئے لیکن آج صرف ایک وزیر کے گھر کو بچانے کے لئے پوری اورنج لائن ٹرین کا روٹ تبدیل کر دیتے ہیں اور ان کچی آبادیوں کے اندر ساری اورنج لائن ٹرین کو گھسا دیتے ہیں۔آپ نقشہ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو جھوٹ اور سچ کا پتا چل جائے گا۔ میں اس floor میں کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوں کہ یہ ہیں حکومت کی ترجیحات، آپ ان ڈویلپمنٹ پر پیسے لگانا چاہتے ہیں، ایجوکیشن کی ضرورت ہے اور نہ سڑک کی ضرورت ہے۔اب صاف پینے کے پانی کی بات کرتے ہیں، اس پر ڈویلپمنٹ کر رہے ہیں، قومی اسمبلی کے سپیکر کے حلقہ کا یہ حال ہے کہ وہاں پر نلکوں سے گندا پانی آرہا ہے اور اکثر آبادی ایسی ہے کہ جہاں پر پانی ناپید ہے۔اس قوم کی ترجیحات صحت اور تعلیم ہے ڈویلپمنٹ نہیں ہے۔آپ صرف ڈویلپمنٹ کے لئے پیسے رکھ رہے ہیں تاکہ آپ کو اس سے کمیشن ملے، ایکسیئن اور ٹھیکیدار آپ کو پیسے دیں۔ خدارا جب آپ پری بجٹ تقریر

کرواتے ہیں اور بجٹ کے اندر تجاویز مانگتے ہیں تو آپ کم از کم اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے لوگوں کی تجاویز کو تو شامل کریں، دیکھیں تو سہی کہ یہ حقائق سے کتنی قریب تر ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہماری ترجیحات میں ڈویلپمنٹ نہیں ہے، ترقیاتی فنڈ نہیں ہے، میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین نہیں ہے۔ آپ اورنج لائن ٹرین کا روٹ اپنی ایمانداری سے دیکھ لیں کہ جہاں سے ایک عام آدمی گزرنا دشوار ہے وہاں سے اورنج لائن ٹرین کو راستہ دیا جارہا ہے۔ وہ لوگ جن کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے جو کچی آبادیوں کے اندر رہ رہے ہیں، ان کچی آبادیوں کو گرا کر اورنج لائن ٹرین کو گزرا جارہا ہے۔ اگر یہ ڈویلپمنٹ ہے تو میں سختی کے ساتھ اس کٹوتی کی تحریک کی حمایت کرتا ہوں اور یہ گزارش کرتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ کے بجٹ کو کم کر کے صحت اور تعلیم پر بجٹ رکھا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر PC-22036 سالانہ ترقیاتی پروگرام 17-2016 میں گرانٹ نمبر PC-22036 ڈویلپمنٹ کے تحت 3 کھرب 88۔ ارب 49 کروڑ 80 لاکھ 93 ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ رقم مختلف شعبہ جات جن میں تعلیم، سپورٹس، صحت، زراعت، جنگلات، حیوانات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، کان کنی، ٹرانسپورٹ، ایمرجنسی سروسز، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، ضلعی و تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ترقیاتی پروگرام وغیرہ کے تحت جاری اور نئے منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے متعلقہ انتظامی سربراہوں کے ساتھ تفصیلی مشاورات کے بعد مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس ضمن میں واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ رقم مختلف منصوبوں کو technical بنیادوں پر جانچنے اور متعلقہ پلاننگ فورم جس میں پی ڈی ڈبلیو پی، ڈی ڈی سی، ڈی ڈی ڈبلیو پی، ڈی ڈی ایس سی سے انتظامی امور اور دیگر قوانین کی روشنی میں رواں سال 17-2016 میں خرچ کی جائیں گی۔ ان منصوبوں کی تکمیل سے لوگوں کو جہاں بے شمار روزگار کے مواقع ملیں گے وہاں پر ان کے معیار زندگی میں بھی نمایاں بہتری آئے گی لہٰذا اپوزیشن ممبران کی جانب سے مذکورہ مد میں مختلف محکمہ جات کے لئے مختص کی گئی رقم کو ایک روپیہ کم کر دینے کے سلسلے میں پیش کی گئی کٹوتی کی تحریک درست نہ ہے۔ صوبے میں عوام کی بہتری اور سہولت کے لئے مختلف شعبہ جات میں شروع کئے گئے ترقیاتی منصوبہ جات کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معزز ایوان اپوزیشن ممبران کی جانب سے پیش کردہ

مذکورہ کٹوتی کی تحریک کو رد کرتا ہے۔ اور مذکورہ گرانٹ کے تحت مختلف محکمہ جات کے لئے سالانہ 17-2016 میں مختص کی گئی رقم کل رقم 3کھرب 88۔ارب 48کروڑ 80لاکھ 93ہزار روپے کی بھرپور حمایت کرتا ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے بہت ساری باتیں میرے فاضل ممبران نے کی ہیں اور خاص طور پر ایک آڈٹ رپورٹ کو اس کا main مرکز بنایا گیا ہے۔ آڈٹ رپورٹ کوئی آخری رپورٹ نہیں ہوتی جس کو finalize سمجھا جائے۔ آڈٹ رپورٹ اسمبلی میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پیش کی جاتی ہے اور اس کے بعد اکاؤنٹس کمیٹی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ آڈٹ پیرا درست ہے یا نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مقابلے پہ مقابلے ہو رہے ہیں۔ اب آپ اپنی بات کریں کہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! مہربانی کر کے اس تحریک کو مسترد کر دیا جائے۔ یہ اپوزیشن نے ایسے اخباری اور ہوائی باتیں کی ہیں۔ مہربانی کر کے ان باتوں کو اپنے تک محدود رکھیں۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر کہوں گا کہ جنوبی پنجاب میں جتنی ترقی اس دور میں ہوئی ہے یہ گزشتہ پندرہ سال میں کبھی نہیں ہوئی۔ کمال کی بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ نے خصوصی شفقت سے ہمارے علاقوں میں جو پختہ نہروں کا کام ہو رہا ہے، سڑکوں کا کام ہو رہا ہے اور صحت کے حوالے سے جو کام ہو رہا ہے وہ بھی قابل تعریف ہے۔ یہ ہمارے جنوبی پنجاب کے حوالے سے انقلابی قدم ہے لہٰذا میں ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ تحریک مسترد کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"88۔ارب 49کروڑ 80لاکھ 93ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر PC-22036 "ترقیات" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3کھرب 88۔ارب 49کروڑ 80لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطاء کی جائے جو 30۔جون 2017 کو ختم ہونے والے مالی سال 17-2016 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب ہم ہیلتھ سے متعلقہ کٹ موشن جو آج ہی pending کی گئی تھی، اس cut motion کو take up کرتے ہیں۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب اس پر بات کر رہے تھے، ڈاکٹر مراد راس صاحب کدھر ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو پھر اس کٹ موشن کو کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پہلے یہ تو بتائیں کہ اس کٹ موشن کا جواب کون دے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہیلتھ کے معزز پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہیں ہیں تو اس کا جواب کون دے گا؟

جناب سپیکر: اس سلسلے میں آج ہی نوٹیفکیشن ہو گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ بات کرنا چاہتی ہیں یا نہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہم بات تو کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ رولز اور قوانین کی دھجیاں تو نہ اڑائیں۔

جناب سپیکر: آپ نوٹیفکیشن کو چیلنج کرنا چاہتی ہیں؟ ویسے بھی وزیر خزانہ گورنمنٹ کو represent کرتی ہیں، وہ تو اپنے طور پر بھی اس کا جواب دے سکتی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس ہیلتھ کا portfolio ہے وہ یہاں پر اپنے سیکرٹریٹ میں بیٹھ کر کارروائی سننے کے لئے آ گئے ہیں، اصولی طور پر وہ ایوان میں آ کر جواب دیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ چیف ایگزیکٹو کا اختیار نہیں ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ پھر اسے مسترد کر دیں۔

جناب سپیکر: میں کیوں مسترد کروں، میں کس طرح سے کر سکتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے مان لیا کہ ان کا نوٹیفکیشن ہو گیا ہے لیکن میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ لگائیں کہ ایک تو بغیر منسٹر کے سالہا سال

سے یہ ڈیپارٹمنٹ چل رہا ہے، دوسرا ڈیپارٹمنٹ کی یہ حالت ہے کہ یہاں پر جواب دینے کے لئے بھی کوئی نہیں ہوتا۔ وزیراعلیٰ پنجاب سے ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ ہیلتھ کا portfolio کسی کو دے دیں، کسی ایک پر تو اعتبار کر لیں، یہ اتنا اہم شعبہ ہے اور اس کے حالات اتنے دگرگوں ہیں کہ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں، لوگ مر رہے ہیں۔ پورے پنجاب کے اندر تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ہیں، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک باقاعدہ منسٹر ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح سے آرڈر نہیں کر سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ تو دو نمبری ہے، آپ قانون کو follow کریں، آپ لوگ قانون اور قاعدہ سے کھیل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، آپ کو کچھ پتا ہوتا نہیں ہے، آپ قانون قاعدہ کی بات کیا کریں، آپ کو قانون کا پتا ہے اور نہ قاعدہ کا پتا ہے۔ آپ مہربانی کریں، ایسے نہ کیا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو خواجہ سلمان رفیق بطور ایڈوائزر lead کر رہے ہیں۔ اس شعبے کو بہتر کارکردگی کے لئے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وزیراعلیٰ خود ذاتی طور پر، اس محکمہ کی بہتری کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری جنہوں نے جواب دینا تھا وہ عمرے پر گئے ہوئے ہیں۔ جہاں تک کٹ موشن کا تعلق ہے عام طور پر وزیر خزانہ جواب دیتے رہے ہیں اور دے سکتے ہیں لیکن انہوں نے مطالبہ کیا، اب وہ نوٹیفکیشن بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ جو چیز رولز کے مطابق درست ہے تو اس چیز پر اس طرح کا اعتراض کرنا اور اس طرح کی گفتگو بھی مناسب نہیں ہے۔ آپ کٹ موشن پر بات کریں کہ کہاں پر دوائی نہیں مل رہی، کہاں پر کیا خرابی ہے، ہم آپ کی اس تنقید سے راہنمائی بھی حاصل کریں گے اور اس کا جو مؤثر جواب بنتا ہو گا وہ بھی منسٹر صاحبہ دیں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آج ہم جس کٹوتی کی تحریک پر بات کر رہے ہیں، وہاں اس اسمبلی میں ایک نئی روایت ڈالی گئی ہے کہ پندرہ بیس منٹ کے وقفہ میں نوٹیفکیشن بھی جاری ہو گیا ہے۔ کل کو کسی اور کا نوٹیفکیشن جاری کر کے یہاں ایوان میں بٹھا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ آدمی آکر جواب

دے گا، یہ عجیب وغریب روایات ہم ڈال رہے ہیں۔ بہرحال بڑی اچھی حکومت ہے، اس حکومت کی یہ گڈ گورننس ہے جس میں بغیر وزیراعظم کے ملک چل سکتا ہے تو بغیر وزیر کے محکمہ کیوں نہیں چل سکتا، محکمہ تو چلے گا اور اس کو وزیراعلیٰ چلائیں گے کیونکہ وزیراعلیٰ کی دھونس اور زبردستی ہے، یہ اسمبلی جس طرح سے مرضی چلے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال 16-2015 کا جو بجٹ پیش کیا گیا تھا اس بجٹ میں سے ایک سال کے اندر ہیلتھ پر 38 فیصد خرچ ہوا ہے۔ میں زیادہ detail میں نہیں جاتی کیونکہ detail میں سب بات کر چکے ہیں لہٰذا میں صرف main points پر بات کروں گی۔ پچھلے بجٹ میں ایک یہ بھی اعلان کیا گیا تھا کہ کڈنی اینڈ لیور انسٹیٹیوٹ بنایا جائے گا اور اس کے لئے بجٹ میں 3۔ارب روپیہ رکھا گیا تھا۔ وہ ہسپتال ابھی تک زیر تکمیل ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان 3۔ارب روپے میں سے صرف اور صرف 147 کروڑ روپے اس ہسپتال پر ابھی تک خرچ کیا گیا ہے۔ اب 17-2016 کے بجٹ میں 4۔ارب روپے مزید اس ہسپتال کے لئے دوبارہ رکھ دیئے گئے ہیں۔ پہلے ایک سال میں یہ بجٹ خرچ ہی نہیں ہوا اور پھر اس ہسپتال کے لئے 4۔ارب روپے مزید رکھ دیئے گئے ہیں۔ کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے جہاں مرضی یہ پیسے لے جائیں۔

جناب سپیکر! سرکاری ہسپتالوں میں ایک ہزار 398 نرسوں کی اس وقت کمی ہے، میاں ہسپتال کے اندر 495 نرسوں کی کمی ہے۔ یہ بجٹ تو رکھتے ہیں لیکن ملازم نہیں رکھتے کہ کہیں عوام کو relief نہ مل جائے۔ بجٹ تو رکھ دیا جاتا ہے لیکن عوام کو relief نہیں دیا جاتا، حالانکہ ہیلتھ عوام کا basic issue ہے basic need ہے، ہم نے ان کو relief نہیں دینا، ہم نے ان کے لئے فنڈز allocate کر دیئے ہیں، یہ بڑی مزیدار بات ہے کہ فنڈز تو ہم رکھیں گے کیونکہ ہم نے وہ فنڈز اورنج لائن ٹرین کو منتقل کرنے ہیں۔ ہم نے یہ تو بتانا ہے کہ اس کے لئے اتنے ارب روپے ہم نے رکھ دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! کچھ روز قبل ڈی جی ہیلتھ کی ایک سٹیٹمنٹ ٹی وی پر چل رہی تھی اور وہ breaking news تھی۔ انہوں نے اس میں فرمایا کہ تقریباً 2500 لوگ روزانہ پنجاب کے ہسپتالوں میں مرتے ہیں۔ میرے لئے یہ بات باعث حیرت ہے کہ ڈی جی ہیلتھ یہ statement دے رہے ہیں۔ یہاں پر بڑے نعرے مارے جاتے ہیں کہ تھر میں بھوک سے بچے مر گئے ہیں۔ افسوس کی بات ہے نہیں مرنے چاہئیں اگر وہاں پر کہیں غفلت ہو رہی تھی، ہم تو خود اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آپ کے ہسپتالوں کے اندر لوگ مر رہے ہیں، ڈاکٹر مریضوں کو ذبح کر رہے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں

ہے۔مریضوں کو دوائی نہیں مل رہی، مریض سڑکوں پر رُل رہے ہیں، ایم پی ایز، ایم این ایز کے آسرے لیتے پھر رہے ہیں کہ ہماری سفارش کر دو تاکہ ہمیں ہسپتال میں بستر مل جائے، ہمیں وہاں پر کوئی چار پائی مل جائے اور لیٹے رہنے کے لئے کوئی جگہ مل جائے۔ میں اس بات کی چشم دید گواہ ہوں ایک ایسے آپریشن کی گواہ ہوں کہ جہاں پر آپریشن تھیٹر کے اندر ہارٹ کے لئے مشین ہی نہیں تھی۔ ایمرجنسی میں جب مریض کی Heartbeat ختم ہونے لگی تو اس وقت ہسپتال کا عملہ ہارٹ مشین ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہ آپریشن تھیٹر میں ہارٹ مشین نہیں ہے اور لاہور کے جناح ہسپتال کی یہ حالت ہے۔ یہ لاہور کا ایک ہسپتال ہے جو کہ لاہور کا بڑا ٹیچنگ ہسپتال ہے۔ اسی طرح آپ جنرل ہسپتال چلے جائیں وہاں پر بھی یہی حال ہے، جناح ہسپتال کی چھتیں تک ٹپک رہی ہیں۔ ہم ہیلتھ کے لئے اربوں روپے کا بجٹ رکھ رہے ہیں، کس لئے رکھ رہے ہیں؟ یہ وزیر اعلیٰ کو پتا ہے اور نہ ہی ایڈوائزر کو پتا ہے اور فنانس منسٹر [****] کو تو ویسے ہی نہیں پتا۔ وہ محنت تو بہت کر رہی ہیں، میں ان کا نام بہت آنر کے ساتھ لوں گی، ان کی محنت اپنی جگہ ہے لیکن یہ ان کا محکمہ نہیں ہے یہ ان کا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: [*****] کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ ہماری بہن ہیں اور ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں انہوں نے اس بجٹ پر جتنی محنت کی ہے، وہ اس پر جتنا کھپی ہیں، انہوں نے یہاں بیٹھ کر جس طرح صبر اور efficiency سے لوگوں کی باتیں سنی ہیں اس پر بھی ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن میں پھر کہوں گی کہ ہیلتھ ان کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب محکمہ صحت ان کے پاس ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! عام آدمی دیکھتا ہے کہ میرے لئے بجٹ بنایا جا رہا ہے، اس بجٹ میں مجھے relief دیا جا رہا ہے اور یہاں کہا جاتا ہے کہ ہم نے اتنے ارب روپیہ عوام کی صحت کے حوالے سے relief دینے کے لئے رکھ دیا ہے لیکن جب ڈاکٹر مطالبات لے کر سڑکوں پر ہوں تو عوام کا relief کدھر گیا؟ گزشتہ آٹھ سال سے ڈاکٹر سڑکوں پر ہیں آپ ان کی تنخواہوں کا issue حل نہیں کر سکے تاکہ ایک عام آدمی کو relief دینے کے لئے وہ اپنی ڈیوٹی پوری کر سکیں، نرسیں سڑکوں پر ہیں اور ہیلتھ وزٹرز سڑکوں پر ہیں۔ خدا کا خوف کریں پیسا تو رکھ دیا لیکن یہ پیسا اغواء کر کے اورنج لائن ٹرین میں لے جانا

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کہاں کا انصاف ہے ؟آپ نے صوبہ کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہم مطالبہ بھی نہ کریں کہ اس پر پیسا ختم کریں۔ چونکہ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے اس لئے یہاں پر کہا جائے کہ ہم ہیلتھ پر ایک روپیہ کر کے باقی اس کا سارا بجٹ اورنج لائن ٹرین میں لے کر جا رہے ہیں۔ آپ ڈنکے کی چوٹ پر چوری کریں، اگر آپ عوام کا حق چوری کر رہے ہیں تو ڈنکے کی چوٹ پر کریں یہ نہ کریں کہ رکھا تو عوام کے لئے تھا لیکن ہمارا دل آ گیا تو ہم اورنج لائن ٹرین پر لے گئے یہ انصاف نہیں ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اٹھارہ منٹ ہیں اس میں جتنے ممبران بولنا چاہتے ہیں بول لیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آج ہم نے PC-21016 میں جو کٹوتی کی تحریک دی ہے کہ 71۔ارب 6 کروڑ 98 لاکھ 11 ہزار روپے کو reduce کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے، میں اس کی کچھ justification دینا چاہوں گی کہ ہم یہ بات کیوں کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہیلتھ ہر شہری کا بنیادی حق ہے اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ عوام کو سستا علاج مہیا کرے اور اس کی یہ priority ہونی چاہئے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پنجاب حکومت کی priority ہیلتھ نہیں ہے بلکہ ان کی کچھ اور priorities ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے پچھلے سال بھی اس پر جو بجٹ رکھا تھا اس میں سے صرف 38 فیصد خرچ کیا اور باقی پیسا اورنج لائن ٹرین میں چلا گیا۔ جب ہم لوگوں کو سرکاری ہسپتالوں میں علاج میسر نہیں کر سکے تو پھر ہم ہسپتالوں کو اتنا پیسا کیوں دینا چاہتے ہیں؟ اگر ہمارے ہسپتال اس قابل ہوتے، اس لائق ہوتے، ان کے معیار اچھے ہوتے، دوائیاں مل رہی ہوتیں، مشینری ہوتی، equipment ہوتے تو پھر ہمارے وزیراعظم کو لندن جانے کی کیا ضرورت تھی ؟ ان کا علاج یہاں پاکستان میں ہی ہو سکتا تھا لیکن یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پاکستان کے ہسپتالوں کا معیار اتنا گر چکا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو باہر جا کر اپنا علاج کرانا پڑا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایسے نہ کریں۔ بڑی مہربانی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کو سچ بات بتا رہی ہوں۔ یہاں پر تو غریب آدمی کے لئے بیڈ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اللہ کا شکر ہے وہ ٹھیک ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک ایک بیڈ پر تین تین مریض پڑے دیکھے ہیں، پی آئی سی میں چلے جائیں، جناح ہسپتال میں چلے جائیں، جنرل ہسپتال میں چلے جائیں، میو ہسپتال میں چلے جائیں جہاں مرضی چلے جائیں لوگوں کو ویل چیئرز پر ڈرپ لگی ہوتی ہے، یہ تو ہمارے ہسپتالوں کا حال ہے۔ کبھی ہسپتال چلے جائیں تو بے چارے غریب لوگ اپنی دوائیوں کی پرچیاں لے کر ہمارے پیچھے آ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں یہاں پر دوائی نہیں ملتی، انہوں نے ہمیں دوائی باہر سے لے کر آنے کا کہا ہے۔ ہسپتالوں میں غیر معیاری ادویات دی جاتی ہیں، ای سی جی، وینٹی لیٹر، سی ٹی سکین جیسی سہولتیں رشوت دینے پر میسر ہوتی ہیں اور آپ پیسے دے کر یہ چیزیں لے سکتے ہیں۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ وہ غریب لوگ پتا نہیں کہاں سے ہزار دو ہزار روپے مانگ کر لاتے ہیں اور ان کو دیتے ہیں کہ ان کو وینٹی لیٹر مل جائے میں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ابھی تھوڑے دن پہلے میں پی آئی سی میں گئی ہوں وہاں پر پورے ہسپتال میں انجیو گرافی کی pulmonary مشین صرف ایک ہے and this is very sad کہ پورے ہسپتال میں انجیو گرافی کی ایک مشین ہے۔ بے چارے مریضوں کو تین تین سال ٹائم ہی نہیں ملتا اور جب ان کا ٹائم آتا ہے تو اس وقت تک وہ بے چارے اپنے خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ ٹیسٹ reliable نہیں ہیں اس لئے ٹیسٹ باہر سے کروانے پڑتے ہیں اور غریب لوگوں کو بھی یہ کہا جاتا ہے کہ آپ باہر سے ٹیسٹ کروا کر آئیں کیونکہ ہماری ٹیسٹ لیبز معیاری نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! صفائی ستھرائی کا کوئی حال نہیں ہے، میں نے جناح ہسپتال میں دیکھا ہے اور میں نے اس کے لئے ایک تحریک التوائے کار بھی جمع کرائی تھی، کھڑکیاں ٹوٹی ہوئی ہیں، گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں وہاں پر کوئی صفائی نہیں ہوتی اور وہاں پر جو مریض جاتا ہے وہ ٹھیک ہونے کی بجائے اور زیادہ بیمار ہو جاتا ہے۔ ہسپتالوں میں کرپشن کا کیا حال ہے؟ ہم کیوں کہہ رہے ہیں کہ یہ پیسے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے کیونکہ یہ پیسے بھی کرپشن کی نذر ہو جائیں گے اور اس میں سے بھی پچاس ساٹھ فیصد پیسے خرچ ہی نہیں ہوں گے تو بہتر نہیں ہے کہ ان پیسوں کو کسی جگہ پر اچھے اور مثبت طریقے سے استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر! 26 لاکھ روپیہ ایکسرے فلمز کی مد میں کرپشن کی نذر ہو چکا ہے۔ اگر آپ آج کی ڈان نیوز اٹھا کر دیکھیں تو وہاں Metro Page پر headline ہے something is rotten in Services Hospital یہ headline ہے جب آج صبح میں نے ڈان اخبار پڑھا تو مجھے بڑا افسوس ہوا اس میں بڑا clearly لکھا ہوا تھا کہ:

Surgical equipment could not be installed for two years even after procurement.

یہ آج کے اخبار میں لکھا ہوا ہے، مجھے اتنا افسوس ہوا کہ ہم ان کو چیزیں بھی دیتے ہیں، پیسے بھی دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ حالت ہے۔ This is very unfortunate.

جناب سپیکر: محترمہ! ایڈوائزر صاحب کو کچھ نہ سننے دینا۔ آپ کی مہربانی ادھر چلے جائیں۔

MS SHUNILA RUTH: Mr Speaker! Health Department has committed gross violations in not providing diagnostic facilities to patients despite having funds available to them.

جناب سپیکر: میں نام نہیں لیتا آپ خود بخود ادھر سے چلے جائیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اگر آپ نے اتنے فنڈز بھی available کر دیئے ہیں، پیسا بھی دے دیا ہے ان کو بہت بڑی بڑی رقوم بھی دے دی گئی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ انہیں چیزیں وہاں پر مہیا نہیں کی گئیں؟ یہ سب کچھ کرپشن کی نذر ہو گیا ہے۔ میرا problem تھا جس کے لئے مجھے سروسز ہسپتال جانے کا اتفاق ہوا پورے ہسپتال میں ایک Doppler Machine ہے اور پی آئی سی میں تو سرے سے ہی نہیں ۔ یہ تو ہمارے ہسپتالوں میں equipment کا حال ہے۔ ابھی میرے بھائی نے fake medicine کا بتایا، ہم کئی دفعہ اخبارات میں پڑھتے ہیں اور ٹی وی چینلز پر دیکھتے ہیں کہ مریضوں کو غلط قسم کی ادویات، fake اور expired medicines دے رہے ہیں۔ خدارا ہم اپنے لوگوں کے ساتھ کیوں ظلم کر رہے ہیں؟ یہ ہماری حکومت کا ایک بنیادی فرض ہے کہ وہ لوگوں کی ہیلتھ اور ان کے علاج کے لئے ایسی سہولیات مہیا کرے جس سے وہ ایک بہتر زندگی گزار سکیں۔ ہماری حکومت نے جو یہ خدمت کارڈ کا ڈھونگ رچایا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بڑا غلط ہے یہ تو لوگوں کو اپاہج بنانے کے مترادف ہے۔ یہ خدمت کارڈ اور اس طرح جو پیسے، لیپ ٹاپس دیتے ہیں اور اب موبائل دینے جا رہے ہیں اس سے بہتر ہے کہ ہم ان پیسوں سے سہولیات بہتر کریں۔ آپ جگہ جگہ ڈسپنسریاں بنائیں، لوگوں کو doorsteps پر صحت کی سہولت میسر ہونی چاہئے بجائے اس کے کہ ہم ان کو خدمت کارڈ دیں۔ یہ تو ہم اپنے ووٹروں کو رشوت دیتے ہیں تاکہ ہمارا ووٹ بنک بڑھے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ غلط بات ہے،

آپ سہولیات بڑھائیں، آپ میڈیسن دیں، equipment دیں تاکہ لوگ اپنی زندگیوں کو آسان کر سکیں اس لئے میں یہ سفارش کرتی ہوں کہ ہیلتھ کا بجٹ کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، جی، ڈاکٹر نوشین صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ہم نے کٹوتی کی تحریک دی ہے کہ اس Health Services کے بجٹ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری پنجاب حکومت ان services کی delivery میں ناکام ہو چکی ہے۔ ورلڈ بنک کی ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت پاکستان میں 80 فیصد لوگ پرائیویٹ ہسپتالوں میں اپنے علاج معالجہ کے لئے جا رہے ہیں اور حکومتی ادارے صرف 20 فیصد لوگوں کو outdoor patient کی سہولت مہیا کر رہے ہیں۔ اب لوگ quacks and private practitioners کی disposal پر رہ گئے ہیں۔ اس وقت عطائی ڈاکٹروں نے ایک مشکل پھیلائی ہوئی ہے۔ Overmedication and sub-standard medication کی وجہ سے لوگ مزید مشکلات کا شکار ہو رہے ہیں۔ حکومت پنجاب ان عطائی ڈاکٹروں کو کنٹرول کرنے میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میں خود اس چیز کی گواہ ہوں۔ جب میں نے اسی قسم کے ایک quack کے کلینک کا visit کیا تو وہاں پر ہر آنے والے مریض کو ایک انجکشن لگایا جا رہا تھا۔ جس vial سے وہ انجکشن لگ رہا تھا جب میں نے اسے دیکھا تو اس میں Tetracycline for dogs لکھا ہوا تھا یعنی quacks veterinary medicines use کرتے ہیں اور اس پر کوئی control and check نہیں ہے۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ عوام کو صحت کی صحیح سہولتیں میسر ہوں تو پھر اسے ان عطائی ڈاکٹروں کے اوپر check and balance رکھنا ہو گا۔

جناب سپیکر! یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ سڑکوں پر جگہ جگہ بینرز لگے ہوئے ہیں اور ان بینرز میں اپیل برائے زکوٰۃ کی گئی ہے۔ میو ہسپتال، سروسز ہسپتال اور اسی طرح دوسرے ہسپتالوں کی طرف سے یہ بینرز آویزاں کئے گئے ہیں۔ اگر یہ ادارے زکوٰۃ کے پیسوں سے چلنے ہیں اور حکومت ان کو مکمل فنڈز مہیا نہیں کر سکتی تو پھر اس شعبہ صحت کے لئے یہ بجٹ کیوں مانگ رہی ہے؟

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی توجہ پنجاب کی current situation کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ اس وقت ہمارے صوبہ میں ہیلتھ کا status کیا ہے؟ اس وقت دنیا میں دوران زچگی ماؤں کی جو شرح اموات ہے اس میں ہم لوگ دنیا کو lead کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ مائیں ہمارے ملک میں مرتی ہیں اور پنجاب چونکہ سب سے بڑا صوبہ ہے تو سب سے زیادہ اموات یہاں پر ہوتی ہیں۔ اسی طرح سب سے زیادہ infant mortality rate کے حساب سے جو leading countries ہیں ان میں پاکستان کا شمار بھی ہے۔ اسی طرح ہیلتھ سے related سال 2015 کے جو Millennium Development Goals تھے ہم ان کو achieve کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہو چکے ہیں حالانکہ ہم سے چھوٹے ممالک نے 2015 سے بہت پہلے یہ goals achieve کر لئے تھے۔

جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس (سی) اس وقت ایک uncontrolled وباء کی طرح پورے پنجاب میں پھیلا ہوا ہے۔ پورے کے پورے گاؤں اس سے متاثر ہو چکے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ اس مرض کو کنٹرول کرنے میں جتنے بھی اقدامات اب تک اُٹھائے گئے ہیں وہ سب غیر مؤثر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح waterborne diseases یعنی گندے پانی کے ذریعے جو بیماریوں پھیلتی ہیں ان سے ہر سال لاکھوں بچے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ یہاں لاہور کے suburbs میں ایک ڈسپنسری میں ORS نہ ہونے کی وجہ سے ایک بچہ کی موت واقع ہو گئی۔ چونکہ وہ بچہ Diarrhea کے ساتھ آیا اور ڈسپنسری میں اس وقت ORS موجود نہیں تھا تو اس بچہ کی موت واقع ہو گئی۔

جناب سپیکر! اس وقت دنیا میں صرف تین ممالک ایسے رہ گئے ہیں کہ جہاں پر پولیو کا وجود ہے اور پاکستان ان میں سے ایک ہے۔ اسی طرح دنیا میں آج ٹی بی کا خاتمہ ہو چکا ہے جبکہ پاکستان ٹی بی کے مرض میں چھٹے نمبر پر آتا ہے۔ ہمارے پاس پنجاب میں ٹراما سنٹرز نہیں ہیں اور road accidents کی شرح بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور اس کی وجہ سے disabilities میں اضافہ ہو چکا ہے، ہر سال کئی لوگ معذور ہو جاتے ہیں اور ان کو handle کرنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی مؤثر نظام نہیں ہے۔ آج ہسپتالوں میں ventilator نہ ہونے اور امراض کا timely diagnose نہ ہونے کی وجہ سے بھی لوگ مر رہے ہیں۔ بہت سے ہسپتالوں میں مفت ٹیسٹ کی سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ ہسپتالوں میں diagnoses کی مشینیں non-functional ہیں۔ ہسپتالوں میں ایم آر آئی مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین اور ایکسرے یونٹ خراب پڑے ہوئے ہیں۔ اگر لاہور میں شوکت خانم ہسپتال اور انمول ہسپتال نہ ہوں تو کینسر کے مریضوں کا کوئی پُرسان حال نہ ہو گا۔

جناب سپیکر! World Health Organization کی رپورٹ کے مطابق 190 ممالک کی فہرست میں پاکستان کے ہیلتھ سسٹم کا نمبر 122 ہے۔ بنگلہ دیش جو ہم سے بہت چھوٹا ہے، ہم سے بعد میں اس نے اس سیکٹر میں اپنا کام شروع کیا تھا وہ 88 نمبر پر ہے اور سری لنکا 76 نمبر پر ہے ایسے میں پاکستان کے لئے یہ ایک embarrassment ہے کہ ہم آج بھی اس حوالے سے 122 نمبر پر ہیں۔ بہت سے ایسے امراض ہیں کہ جنہیں non-communicable diseases کہتے ہیں جن میں بلڈ پریشر، شوگر وغیرہ شامل ہیں۔ ان امراض کا علاج BHU اور RHC کے لیول پر ہونا چاہئے مگر ہمارے BHU اور RHC اس قدر غیر فعال ہیں کہ ان امراض کے لئے بھی لوگ بڑے ہسپتالوں یا tertiary care hospitals میں جاتے ہیں اور ان ہسپتالوں میں بوجھ اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ جو بڑے بڑے امراض ہوتے ہیں ان کو tackle نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس دنیا کا بہترین ہیلتھ کیئر سسٹم ہے جس میں Primary care, Secondary care and Tertiary care کا ایک پورا نظام موجود ہے مگر lack of human resources and insufficient work force کی وجہ سے لوگوں کو صحت کی بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں۔ ہمارے پاس نرسیں نہیں ہیں، پیرا میڈیکل سٹاف نہیں ہے اور ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ ہمارے پاس جو resources ہیں ہم ان کو proper طریقے سے استعمال نہیں کرتے۔ ہمارے بجٹ unutilized چلے جاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان، میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر! ہم نے ابھی دیکھا کہ 30 کروڑ روپے مالیت کی ہیپاٹائٹس کی ادویات اس وجہ سے ضائع ہو گئیں کیونکہ ان کو proper temperature پر سٹور نہیں کیا گیا تھا۔ کیا ہمارا صوبہ یہ afford کر سکتا ہے کہ ہم ہیپاٹائٹس کی 30 کروڑ روپے کی ادویات ضائع کر دیں؟ اس وقت پنجاب میں ہیپاٹائٹس کا مرض اس قدر عام ہے کہ ہر چوتھا آدمی اس مرض میں مبتلا ہے۔ اگر آپ دیہاتی علاقوں میں ٹیسٹ کریں تو ہر چوتھا بندہ ہیپاٹائٹس (سی) کا شکار ہوگا۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبے میں preventive measures کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ اگر ہم focus کر لیں اور prevention کی طرف آ جائیں تو بہت سی امراض سے ہم بچ سکتے ہیں اور ہسپتالوں پر بھی بوجھ کم ہو جائے گا۔ ہیپاٹائٹس۔ سی کا مرض صرف اور صرف preventive measures سے کم ہو سکتا ہے۔ آج ہم اس مرض پر قابو پانے میں بُری طرح سے ناکام ہو چکے

ہیں۔اسی طرح Cervical Cancer عورتوں کا مرض ہے جو کہ پوری دنیا میں کنٹرول ہو چکا ہے کیونکہ یہ واحد کینسر ہے جو کہ ایک vaccine سے ختم ہو جاتا ہے۔ہم لوگ اپنی عورتوں کو وہ vaccine دینے میں ناکام ہو چکے ہیں۔یہ تو بڑا simple سا علاج ہے۔آج دنیا میں Cervical Cancer بہت ناپید ہو چکا ہے مگر پاکستان آج بھی ان دس ممالک میں آتا ہے جس میں Cervical Cancer کی شرح سب سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! مہربانی کر کے wind up کر لیں کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ اس کو کل تک continue کر لیں کیونکہ شعبہ صحت بہت اہمیت کا حامل ہے۔بہر حال اگر آپ کا حکم ہے تو میں wind up کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مرضی ہے مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔آپ اپنی بات مکمل کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ہم لوگ preventive measures میں کوتاہی کرتے ہیں۔بہت سی ایسی احتیاطی تدابیر ہیں کہ اگر ہم ان کو اختیار کریں تو بہت سی امراض سے بچا جا سکتا ہے اور اس طرح ہسپتالوں پر مریضوں کا بوجھ بھی کم ہو جائے گا۔حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی proper policy بنائے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت پنجاب کے پاس تو کوئی ایسا road map نہیں ہے، کوئی طریق کار یا نظام نہیں ہے کہ جس سے وہ preventive measures لے سکے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پھر ان کو حق بھی نہیں ہے کہ شعبہ صحت کے لئے اتنا بڑا بجٹ allocate کروائیں۔ویسے بھی 71۔ارب روپے کا بجٹ بہت ہی غیر مناسب ہے۔اس سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔اس صوبے کی 12 کروڑ آبادی ہے تو یہ بجٹ اتنی آبادی کے لئے بہت کم ہے۔خیبر پختونخوا کی حکومت نے 38 کروڑ روپے کا بجٹ 3 کروڑ آبادی کے لئے رکھا ہے۔یہاں پر 12 کروڑ آبادی کے لئے 71۔ارب روپے کا بجٹ نہایت نامناسب ہے اس لئے اس کو منظور کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وقت کی کمی کے باعث میں مختصراً بات کروں گی ویسے بھی ہمارے حزب اختلاف کے معزز ممبران اس پر بڑی تفصیل سے بات کر چکے ہیں۔شعبہ صحت ایک نہایت ہی اہم

سیکٹر ہے۔ کسی بھی صوبے یا ملک میں محکمہ صحت، محکمہ تعلیم اور امن وامان سب سے اہم ہوتا ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں سب سے زیادہ بد ترین حالات انہی محکمہ جات کے ہیں۔

جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کے پاس اپنی پالیسی اور منشور پر عمل کرنے کے لئے پانچ سال کا عرصہ ہوتا ہے جبکہ اس موجودہ حکومت کو پچھلے مسلسل آٹھ سالوں سے موقع مل رہا ہے لیکن اس وقت محکمہ صحت کا حال یہ ہے کہ ینگ ڈاکٹرز، نرسیں اور پیرا میڈیکل سٹاف مسلسل سراپا احتجاج ہیں۔ ہم پچھلے آٹھ سالوں سے ہر روز دیکھ رہے ہیں کہ احتجاج ہو رہا ہے۔ ہر چھ مہینے بعد ان سے بات چیت کی جاتی ہے اور ان کا احتجاج ختم کروایا جاتا ہے لیکن دو دن بعد پھر وہ باہر نکل کر احتجاج شروع کر دیتے ہیں۔ میں یہاں پر اپنا ایک personal experience share کرنا چاہوں گی جس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ ہیلتھ کے بارے میں یہ حکومت کتنی conscious ہے۔ ایک غریب عورت تھی اور اس کا سال ڈیڑھ سال پہلے جناح ہسپتال سے ہیپاٹائٹس کا علاج ہو رہا تھا۔ آپ کو پتا ہے کہ اگر ہیپاٹائٹس کا علاج بیچ میں چھوڑ دیا جائے تو خدانخواستہ مریض کی موت بھی ہو سکتی ہے تو وہ خاتون ایم ایس کے پاس گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس انجکشن ختم ہو چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کو اس لئے بتا رہی ہوں کہ وزیر اعلیٰ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس چیز کا notice لیں کہ جو لوگ اس طرح سے مر رہے ہیں اُن کا کم از کم کوئی خیال تو رکھے۔۔۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں اس پر کل بات کر لیجئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اُس مریض خاتون نے مجھے بتایا تو میں اُس کو انجکشن دلوانے کے لئے ہسپتال گئی تو وہاں جو لوگ سرکاری ادویات کے سٹور میں بیٹھے ہوئے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ میڈیم! آپ یقین کریں کہ ابھی تین ماہ رہتے ہیں اور بے تحاشا ایسے مریض ہیں جن کے لئے ہمارے پاس انجکشن ہی نہیں ہیں اور ہم چودھری پرویز الٰہی کے اُس دَور کو یاد کرتے ہیں کہ چھ ماہ پہلے ہی ہمارے پاس instructions آ جاتی تھیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ آپ کا وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا ایم پی اے نامور قوال

امجد فرید صابری کے قتل کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اس تحریک کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

جناب سپیکر: جی، محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار اور ملزمان گرفتار کرنے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ قرارداد حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کی جا رہی ہے۔

"یہ ایوان کراچی میں دہشت گردی کی حالیہ لہر جس میں بے گناہ شہریوں کو قتل اور اغواء کیا جا رہا ہے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے دہشت گردی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے سندھ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے واقعہ میں ملوث ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں اور تمام متعلقہ اداروں کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور دی جانے والی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو مزید تیز کرنے پر زور دیتا ہے تاکہ ملک سے دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جا سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان کراچی میں دہشت گردی کی حالیہ لہر جس میں بے گناہ شہریوں کو قتل اور اغواء کیا جا رہا ہے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے دہشت گردی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے سندھ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے واقعہ میں ملوث ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں اور تمام متعلقہ اداروں کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور دی جانے والی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو مزید تیز کرنے پر زور دیتا ہے تاکہ ملک سے دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جا سکے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان کراچی میں دہشت گردی کی حالیہ لہر جس میں بے گناہ شہریوں کو قتل اور اغواء کیا جا رہا ہے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور معروف قوال امجد فرید صابری کی شہادت پر شدید رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے دہشت گردی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرے۔
پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان نامور قوال امجد فرید صابری کے بہیمانہ قتل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے سندھ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے واقعہ میں ملوث ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی اور صوبائی حکومتوں اور تمام متعلقہ اداروں کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور دی جانے والی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو مزید تیز کرنے پر زور دیتا ہے تاکہ ملک سے دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جا سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

تعزیت

نامور قوال امجد فرید صابری کی وفات پر دعائے مغفرت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری انفارمیشن کے مطابق جناب امجد فرید صابری شہید کا جنازہ ہو چکا ہے اس لئے میں یہ request کروں گا کہ جناب امجد فرید صابری شہید سمیت جتنے بھی لوگ دہشت گردی کے واقعات میں شہید ہوئے ہیں اُن کے درجات کی بلندی کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جناب محمد وحید گل صاحب! آپ دعائے مغفرت کرائیں۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 24۔جون 2016 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔